



تصویف حضرت سید شاہ برهما

کلمہ ال



سلسلہ مطبوعات ادارہ ادبیات اردو ۲۶۸
تصنیف حضرت شاہ سیدہ بربان الدین جامی بھیا پوری قادر سرہ الغریب

کلمۃ الحقائق



حربہ

محمد اکبر الدین صدیقی پچھارہ جامعہ عثمانیہ

ناشر

ادارہ ادبیات اردو خیریت آباد

جیدر آباد دکن
جولائی ۱۹۶۱ء

طبع اول ۵۰۰

137362

مطبعہ

اعجاز پر مددگار لیٹ چھتہ بازار

مقدمہ

حضرت میراں جی شمس العتاق آن کے خاندان کے افراد اور ان کے خلفاء نے نہ صرف مذہب اسلام اور تصوف پر گراں قدر گتابیں لکھی ہیں بلکہ قدیم اردو ادب کی بھی بے انتہا خدمت کی ہے۔ یہ وہ دور ہے کہ اردو عالم علمیت میں بھی یہیں اس کے باوجود وہ علماء اور صوفیا کے انہماں جیسا کانڈر لیجہ ہوا۔ حضرت شیخ فرید گنج شترک حضرت نظام الدین اولیا محبوب اللہ اور حضرت شاہ تھیم الدین جماعت ہیں نے ایک ایک دو دو جملے اس زبان میں ادا فرمائے اس کو عزت بخشی اور اس کے بعد حضرت امیر حسرہ نے اس کو بہت جلد بلند مقام عطا کر دیا۔ دکن میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیو دراز نے اپنے رسائل سے اس کے ادبی معیار کو بلند کیا اور بھارت میں حضرت شیخ علین الدین گنج العالم نے تصوف کے مسائل اپنے مریدوں کے اسی زبان میں تصحیح کئے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیو دراز کے ایک خلیفہ حضرت شاہ جمال الدین میری ہیں جن کے خلیفہ حضرت شاہ مکال الدین محمد بیانیؒ سے حضرت میراں جی شمس العتاق نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ حاجی شریف دوام الدین ابن سید علی کے عابتزادے تھے۔ حضرت حاجی شریف دوام الدین کا قیام کم معظمه میں حضرت ابو یکر قمیا کے مکان سے قریب محلہ قرشیہ میں تھا آپ سندھ و سستان آئے اور چوتائی خاندان میں شادی کی۔ کچھ دن قیام کیا اور سچھر کم معظمه واپس ہوئے۔ یہیں حضرت امیر الدین میراں جی شمس العتاق کی

ولادت ہوئی۔ باسیں سال کی عمر میں آپ پر ایک خاص کیفیت ظاری ہوئی اور آپ مدینہ منورہ گئے بارہ سال تین ماہ پانچ یوم تیام کیا۔ ہر سال حج کیا درس و تدریس اور زندہ ریاضت میں مصروف رہے ریاضت کا یہ عالم تھا کہ بارہ سال تک عرف ایک پہلو پر سوٹے۔ بارگاہ نبوی سے حکم ملکہ ہندوستان جائیں آپ نے زبان نہ جانتے کا عذر کیا تو ارشاد ہوا کہ تھیں سب زبانیں آجائیں گی۔ شاہ کمال الدین بیانی کے پاس جائیں اور ان کے حکم کی تعمیل کریں۔ چنانچہ وہ ہندوستان پہنچ شاہ کمال الدین بیانی سے طے ان کے حکم کی بناء پر مقام بھنکار میں عقد کیا اور انھیں کے حکم سے بھاپو آئے۔ یہاں اپنی فضیلت علمی سے عوام کے قلوب کو مسخر کیا۔ ۵ ارشوال ۱۸۹۷ء کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی تاریخ وفات شاہ حسین ذوقی نے "شمس العشق" سے نکالی ہے لیکن اس سے زیادہ متند ایک مرثیہ ہے جس میں الفاظ میں یہی تاریخ دی گئی ہے۔ یہ مرثیہ مرجع کی صفت میں ہے اس میں ۴۲ بند ہیں اور درمیان میں جگہ جگہ دوسرے بھی کئے ہیں جن کی تعداد پندرہ ہے۔ یہ مرثیہ حضرت شمس العشق کے صاحبزادے حضرت برہان الدین جامنگ کا ہے وہ دوسرے اور کبت وغیرہ لکھنے میں ماہر تھے اس قسم کی کئی اور حیزیریں کتب حانوں میں محفوظ ہیں۔ چنانچہ اسی مرثیہ کے چند اشعار داکٹر مولوی عبد الحق حستے اپنے مضمون میں بھی درج فرمائے ہیں لیکن انھیں یہ پتہ نہیں کہ یہ مرثیہ کس کا ہے۔ اس کے چند اشعار میں دوسروں کے حسب ذیل ہیں۔

شاہ میراں جی جگ رتن، سو ہے رتن منج دل کندن۔ لیتا چونا اپنی اذن، بچ کچ حکم الہی کا سوہی میراں مج پیرتے، اوس روز کا دست گیر ہے۔ مج بنت میں سیر ہے، بچ کچ حکم الہی کا

مُنش نامہ حضرت میراں جی شمس العشق مخطوطہ ۱۸۶۳ء ادارہ ادبیات اردو۔
عَدْ قَدِيمٌ رُّزْ دُوْ دُاکِتُر عَبْدُ الْحَقِّ الْجَمِين ترقی اردو پاکستان ص۔

دوہرہ ا

بن تیل دیوا کیوں جلے بن دونکہ پنچھی جوں بچھرے
بوجیو باول بخ بنا، بن جسل مجھی ترپیا کرے
تجے سوز بر ہے نساع پر، جوں موم گلتا آگ پر۔ یوں نکھ لکھیاں مجھ بھاگ پڑھن کج حکم الہی کا
منج باج ناکج غم کرو، تو کمل تکیہ اس پر دھرو۔ بو بیا چالیا تم معاف کرو، جسے کج حکم الہی کا

دوہرہ ا

کوئی ناریں ات جگ دوئی سب جاگ مران ہار
کوئی آنگھیں کوئی بیچھیں پنچھے لگے سنتھن چلن ہار
جے کوئی دلی ہور او لیا سب کوئی بیالیہ پیا۔ جس جیو دیا اوس موت دیا جئے کج حکم الہی کا
جے غوث قطب فے بُٹے جن کے مکٹ رتن چڑے۔ سو ہے انڈھائے گور پڑے جسے کج حکم الہی کا
منج ہون دیو مشغول ہوں، ناکوئی او ہنوم غوال ہوں۔ خوشند رب کے قول سوں جسے کج حکم الہی کا

دوہرہ ا

جے کوئی جیویں سب مریں دا ہم جیوے نا کوئے
قیامت لگ جے جیویں تو آخر مرنا ہوئے

تاریخ و مقام

تاریخ حضرت سال نو سو دواں پر انکھے جی دو۔ دو زدن مدت وفا شو جسے کج حکم الہی کا
اربع سوں یوں سال ہے ما ہے کوں شوال ہے۔ رحلت کئے اس حال ہے جسے کج حکم الہی کا
تاریخ بست و تنج بود بیار گریاں رنج شد۔ درحال واصل کج خود جسے کج حکم الہی کا
شب پنچشنبہ روشن کیا، ہجرت منور پور کیا۔ جیوڑا قصیض کران لیا جے کج حکم الہی کا
دنیاں کا منج پردا ہے، اور دین منج لنگرا ہے۔ اس دکھ بکا منج عذر را ہے، جسے کج حکم الہی کا
دنیاں تھے منج فاضل کیا، اور دین منج حاصل کیا۔ باحق منج واصل کیا۔ جسے کج حکم الہی کا

ددهرہ

جگہ چنتا وں من تو میراں قلب دکھایا توں دیے
سو، پچ جینا سانچ کر سنگت تیرے جی بے

دوہرہ

ج بن کھنا پاؤں منع دکھرا ہوئے
اکھر میرے یوں لکھے میٹ نا سکے کوئے
ماہر کا ذکر

روغہ منور پویہ، مقام تج شہ پورہ ہے۔ دیں دنیا میں ہو رہے ہے، جس کے حکم الہی کا
یہ حرشیہ حضرت میراں جی شمس العتاق کی عالمانہ فضیلت و بزرگی اور صوفیانہ
زندگی کا آئینہ ہے اور پیئے نے باپ کے غم میں اپنی آنکھوں سے جو گنگا جمنا بہائے
ہیں وہ آج بھی اصلی طرح ہمارے سامنے ہیں ان کی صوفیانہ زندگی مرنے پر ختم
ہیں ہو جاتی بلکہ اس کا اثر پشت پاشت تک باقی رہتا ہے۔ ہم حاجی شریف حاجی
دوام الدین کے حالات سے تو کچھ باخبر نہیں ہیں لیکن حضرت امیر الدین میراں
شمس العتاق کے کارناموں سے بخوبی واقف ہیں۔ ہم یہ آگاہی ان کے
خلاف اور سپوتوں کے کارناموں سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کی تعداد حاجی کچھ
کم نہیں اور نہ ان کے ادبی کارنامے سی محض مختصر ہیں بلکہ یہ ایک بحر ذخیرہ ہے اور اس
بحر میں ایسے گوہر شہوار بھی مل جاتے ہیں جو حضرت شاہ میراں جی یا حضرت شاہ
برہان الدین جامنی را ان کے صاحبزادے حضرت امین الدین اعلیٰ سے تعلق رکھتے
ہیں ایسے قابل قدر کارنامے چھوڑنے والے صوفی کا ایک محضرا اور تامکلہ شجرہ
میراں پیش کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ اس ایک خاندان کے افراد وارثا
نے ادب اور تصوف کی کیا خدمات انجام دی ہیں۔

شجرہ

حضرت خواجہ پنده نواز گیسوردراز

حضرت شاہ جمال الدین مغربی

حضرت شاہ کمال الدین بیبا بانی

حضرت امیر الدین میرالجی شمس الشاق فرزند حضرت حاجی شریف دوام الدین

شاہ بہان الدین جام شاہ احمدزادے خلیفہ
مرزا فتحی علی الدین عرف بایا سمجھ جعل

شیخ دادل حاجی محمد اسحاق مدرسی حاجزادے شیخ خان میان شیخ محمد خوش خا
حضرت شاہ امین الدین علی سید محمد الدین بادر شاہ قادری سالک غوث نا

محمد مظہر بیا پور شاہ محمدی شاہ منصف
فرزند محسوم یثہ محمد مانندی نور دیبا
بابا شاہ شاہ میرالجی میرا بھی صدانا
قاذر شاہ عبد القادر میرودیہ قائل

خلیفہ فرزند

میرالنیقوب شاہ بدر الدین حسینی سید امین الدین حسینی
محمد و م شاہ حسینی شاہ علی بیپور پاشا حسینی

فرزند فرزند

خواجہ بن گنج بخش
خواجہ عارف گنج بخش
فرزند
سید امین

تلہ علی شاہ سرو甫 بہ شاہ تراب

یہ شجرہ ظاہر ہے کہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ جس کے سینکڑوں ہزاروں مریدوں اور کئی
کئی خلفاء تو یہاں تو صرف چند کے نام ہیں لیکن یہ حضرات ایسے بزرگوار ہیں جنہوں نے ایک
یاریاں سے زیادہ تصنیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ فارسی میں دوچارس لے طیں گے
لیکن باقی تصنیف اور دو میں ہیں۔ یہی سبب تھا کہ میں نے تین سال پہلے انہیں پختغیار
کام کرنے کا ارادہ کیا اور مواد جمع کر تراہا۔ لیکن کام ہمیشہ نہ نہ ہی علوم ہوتا رہا۔ ہر قت
ایک نئے رکن یا کسی رکن کی نئی تصنیف کا فہرست میں اضافہ ہوتا رہا۔

مولوی عبد الحق صاحب نے ذکر کیا ہے کہ انہیں اس خاندان کے رسائل کے مجموعے
کی ایک کتاب ملی ہے جو ۱۹۷۸ء کی ملتوہ ہے۔ اور میری خوش قسمتی یہ ہے کہ اسی کی ایک
عقل مجھے ڈال کر زور صاحب کے کتب خانہ عنایت اللہی میں مل گئی جس میں چھوٹے ٹوٹے
سب ملا کر پہتر سے زائد رسائل ہیں۔ چنانچہ گزشتہ صفحات میں جو عرضیہ دیا گیا ہے اسی
سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کتب خانوں میں اور بہترے رسائل میں جن کے
محتنیں کا تعلق حضرت شمس العاق سے نبایا ارادتا ہے اور میرا کام اس طرح آگے بڑھ
رہا ہے۔

یہ رسالہ کلمۃ الحقائق حضرت شمس العاق کے فرزند حضرت برہان الدین جامن کی
تصنیف ہے۔ حضرت برہان الدین جامن کے ایک خلیفہ حضرت شیخ محمود حنفی نے معرفت اللہ
ایک رسالہ لکھا ہے اس میں حضرت شاہ برہان کے لیے جو القاب استعمال کئے ہیں
حسب ذیل ہیں۔ شاہ مرید اپنا، طالبان حقيقة دستگاہ مقبول حضرت الاحل
الاولیا و افضل الائقویا صدیقین محمد مصطفیٰ صاحب الشریعت والطریقت، بجز احقيقیت
و المعرفت نہدی دین و ہادی المؤمنین امام العاشقین والعارفین کامل الانسان محقق زمان

۱) اردو کی نشر و ناہیں صوفیا، کرام کا کام مطبوع انہیں ترقی اردو ہندہ دہلی ۱۹۲۹ء دوسری بار
۲) مخطوطہ مخزون کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ۱۹۷۳ء معرفت اسلوک از شیخ محمود حنفی۔

منظر و مظہر ذات و صفات سچان اعني بندگی شاہ بربان المعلم والملک رم غلب الحق واللہ
شمس المحققین قدس اللہ سرہ الغریر۔ آپ کی نایخ پیدائش اور تاریخ وفات کا صحیح پتہ
نہ چل سکا۔ لیکن چونکہ حضرت جام کی ایک کتاب ارتادنامہ کی تصنیف کا سنه ۹۹۰ھ
ہے اس لیے اس کے بعد ہی ان کی وفات قرار دی جا سکتی ہے۔ اور اس طرح زیرِ نظر
کتاب ۹۹۰ھ کے قبل لکھی گئی ہے لیکن اس کی تصنیف کا صحیح تاریخ متعین نہ ہو سکی
اس کے خطوطے ہمارے علم میں حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولوی عبدالحق صاحب کا نسخہ مکتبہ ۶۸ آئندہ جس کی نقل کتب خانہ خانقاہ عنایتی
میں موجود ہے۔

(۲) کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ایک نسخہ

(۳) کتب خانہ آصفیہ ایک نسخہ

(۴) کتب خانہ جامعہ عثمانیہ ایک نسخہ

(۵) کتب خانہ النجم ترقی اردو علی گڈھ ایک نسخہ اور

(۶) ایک نسخہ مولوی سید محمد مورخ صاحب بیداری کے پاس بھی ہے۔ اس
میں بمحاذات تاریخ ۶۸ آئندہ کا سب سے قدیم نسخہ ہے اور اس کے بعد ادارہ ادبیات
اردو کے کتب خانہ کا نسخہ بھی بمحاذات تحریر و کاغذ وغیرہ بہت قدیم ہے۔

ادارہ کے نسخہ میں ترقیہ حسب ذیل ہے۔

”خاتمه ب۔ مدت تمام شد تاریخ بست وہم ماہ دیجھ روز دوشنبہ وقت یک پہر جھاڑ
گھڑی درگاہ میراں صاحب نوشتہ شد ایں کتاب مکملتہ احتجاق پہنچ کار حضرت صاحب
است ہر کے دعویٰ کندگنہ گاہ شرع باشد یا“

اس طرح اس کی کتابت دو شنبہ ۲۹ مردادی کو یک پہر چار گھڑی پر ختم ہوئی لیکن
سن موجود نہیں۔ درگاہ میراں صاحب بھی مہم ہے اگر یہ میراں جی شمس الغماق

کی درگاہ ہے تو پھر اس کی قدامت مسلم ہو سکتی ہے لیکن اگر یہ میراں حسینی خدا نما کی درگاہ ہے تو میراں حسینی خدا نما کا انتقال بَلَهْ بَلَهْ میں ہوا اور مخطوطہ اس کے بعد کا قرار دیا جائے گا لیکن کاغذ اور کتابت وغیرہ سے قدامت برستی ہے ممکن ہے کہ میراں حسین شمس العراق ہی کی درگاہ میں اور حضرت ابین الدین اعلیٰ کے زمانے میں لکھا گیا ہو۔ جامعہ عثمانیہ کے مخزونہ نسخہ کا ترقیتیہ حسب ذیل ہے:-

”ہذا کتاب ثلمۃ الحقائق بالانعام رسیدہ۔ ایں رسالہ تصنیف حضرت قطب الاقطب سلطان العارفین شاہ بربان الدین قدس اللہ سره العزیز کاتب المحروف عبد الصعیف قیصر سید محمد خواجہ ابن حضرت سید عبد القادر معرف حاجی اکبر میں الشریفین محمد حیران شاہ دریا حسینی الحسینی القادری ابن محمد خواجہ معرف شاہ دریا ابن شاہ جلال ابن شاہ ابوالحسن ابن سید علی الکبریں سید بازید ابن میراں سید علی قادری النوار ابن حبیراً ابن میراں سید مصطفیٰ ابن میراں سید حیدر ابن میراں سید محمد قدس اللہ اراد واحیم بعون اللہ الملک الوہاب الرشیدی رائے ارشاد الطالبین آمین یا رب العالمین وکتب الرسالہ الحنفی من شهر شوال فی التاریخ خمسیم لیلہ الایتین آخر وقت العصر ساعتہ الشمس شہیہ میک الوف میاں حسینی تامن الی اعطالناجیتیک داعماً و قائمًا لنا ولا خوانا ولا دادنا واجمیع الطابین والمریدین حتی یکوں مقبول عندک“

اس طرح اس کا سنبھال کتابت ۱۱۵۸ھ ہے۔

پانچواں نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردد علی گدھ کی فہرست میں ۳۹ پر موجود ہے لیکن سنہ تصنیف میں قبل شہیہ بتایا ہے اس طرح اس کے سن کتابت کا بھی علم نہیں۔ آخری نسخہ ملکی مولوی سید محمد صاحب مورخ سیدوی کا ہے۔ خود ان کا سیان ہے کہ یہ بہت بعد لکھا گیا ہے اس طرح خالقہ عنایت الہی کا نسخہ ہی قدیم ہے۔

میں نے اسی کو پیش نظر رکھ کر کتب خانہ ادارہ ادبیات اور دو کے نسخے سے مقابلہ کیا اور اختلاف نسخ کو فتنے طاہر کر کیا ہے کہ کتب خانہ آصفیہ سے مقابلہ کرنے کے بعد اس کے اختلاف کو حصہ سے اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کے نسخے کے اختلاف کو حصہ سے طاہر کر کیا ہے۔ میں نے اختلاف نسخ میں خفیت سے فرق کو ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا مثلاً نسخہ میں ”وہ“ کے لیے صرف د استعمال ہوا ہے یا بعض جملہ ”وو“ استعمال ہوا ہے اور آصفیہ یا عثمانیہ میں اس کے لیے ”او“ یا کہیں ”وہ“ استعمال ہوا ہے تو اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یا کسی نسخہ میں ”نخے“ ہے اور کسی میں ”تے“ اس کو بھی قابل نظر انداز سمجھا البتہ جہاں اہم تبدیلی ہے جیسے لفظ بدل گیا ہے اور معنی متاثر ہوتے ہیں یا الفاظ مقدم و مونخر ہو گئے ہیں انھیں ظاہر کر دیا ہے۔ بظاہر دوسرے عام مخطوطات کے مقابلے میں صحیحے ان مخطوطوں میں بہت کم تبدیلیاں نظر آئیں اور یہ سب نسخے ہمایت صاف خط میں ہیں کنجملک یا شکستہ یا پڑھنے کے قابل ہیں ہیں ادارہ کا مجزو نہ نسخہ قدیم ہونے کے باوجود واضح طور پر پڑھا جاتا ہے۔

اس رسالہ کے علاوہ حضرت برہان الدین جانم کی اور بھی متعدد تصانیف ہیں جن میں ایک سکھ سہیا کو جناب ڈاکٹر حبیب طسید صاحب نے شارع کیا ہے۔ ان دوسرے رسائل پر میں علمی تفصیلی کام کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ بندہ نواز اور ان کے بعد کی بھی کوئی تصنیف مصنف کے شک و شبہ سے خالی نہیں ہے۔ کلمۃ الحقائق ہی ایک ایسا رسالہ ہے کہ اس کے مصنف کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہمیں ایسے کئی رسائل ملتے ہیں جن میں کلمۃ الحقائق اور اس کے مصنف حضرت برہان الدین جانم کے حوالے موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف میں ایک رسالہ موسومہ ”شکار نامہ“ ہے جو علما طور پر خواجہ بندہ نواز سے مسوب ہے۔ اس میں ایک جگہ مصنف رسالہ نے اپنے بیان کی تائید میں لکھا ہے۔

”ارشاد نامہ کی ترتیب سوں نکار نامہ نوباپ اور سات ما کے ہم چار فرزند تھے تغیر اس نوباپ کی یہ ہے یعنی اول باب نور ذاتی، دوم باب نور محمدی، سوم باب پسر، چہارم باب روح، پنجم باب ضمیر، ششم باب فواد، ہفتم باب قلب، هشتم باب صفو، نهم باب تن۔ یہ باب ہیں اور سات ما یو ہیں یعنی اول نور، دوم صفا، سیوم ما ہوا، چہارم ما باہر اپنی جنم ماندار، ششم ما پانی، ہفتہ ما مانی۔ اسے سات ما کہتے ہیں۔ اگر کوئی علط کہیں تو دیکھو حضرت شاہ بربان صاحب اپنے کلمۃ الحقائق میں کیوں فرمائے؟“ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدیم دکنی میں جتنے رسائل ملتے ہیں ہر رسالے کے مختلف نسخوں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن کلمۃ الحقائق ہی وہ واحد رسالہ ہے کہ اس کے مختلف نسخوں میں کوئی ایک اختلاف جس سے اس کی صوری اور معنوی حیثیت یہ دل جاتی ہو نظر نہیں آتا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سے حضرت امین الہیں اعلیٰ یعنی ۱۴۷۸ء میں تشریح کی ہے کہ ۱۴۸۱ء تک جتنے دکنی رسائل نظر میں لکھے گئے ان میں یہ سب سے زیادہ سخیم ہے۔ اور ان صوفیاً کرام نے تھوف کے جن مسائل کی اپنے رسائل میں تشریح کی ہے ان مسائل کی سب سے زیادہ بہتر و معاحت اور تفصیل کلمۃ الحقائق میں ملتی ہے۔

لسانی خصوصیات : حضرت میراں حی شمس العتاق اور حضرت شاہ بربان الدین جانم نے اپنی زبان کو اپنے مختلف رسائل میں گجری سے تعمیر کیا ہے۔ اس لیے کہ مغربی ہند کے علاقوں کی زبان پر گجراتی کا اثر نہیں زیادہ رہا نہ صرف گجراتی بلکہ حربی زبان سے بھی دکنی زبان جس کو ابتدائی دور میں ہندی کہا جاتا رہا متاثر ہی ہے۔ یقین کلمۃ الحقائق میں حضرت جامن لکھتے ہیں کہ ”یہ زبان گجری، نام اس کتاب کلمۃ الحقائق“ اسی طرح ارشاد نامہ اور ایک دوسرے رسالے جدت البقایا میں بھی اپنی زبان کو گجری بجا کاہ کہتے ہیں اور علماء سے محدث رت آمیزانڈاڑ میں فرمائے ہیں کہ زبان سے

قطع نظر کر کے معانی اور مطابق کی تلاش کی جائے۔

گجراتی اور مرہٹی کے جواہرات دکنی پر مترب ہو رہے ہیں تھے ان کا اظہار کلمتہ اخلاق میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ ”اپن“ ہم کے معنوں میں گجراتی کا لفظ ہے لیکن دکن میں عام بولچال میں اب تک بھی استعمال ہے۔

۲۔ اچھنا اور اس کے مشتقات اچھتا اور اچھینگا میں چھ گجراتی سے آیا ہے لیکن اس کا حرف ایک مشتق اچھینگا آج بھی ہمارا شتر کے علاقہ میں اردو بولنے والا طبقہ عام طور پر استعمال کرتا ہے۔

۳۔ ہمیں اور ہمنا گجراتی ہم نے فاعل اور مفعول دونوں حالتوں میں استعمال ہوا ہے۔ آج بھی دکن کی بولچال میں راجح ہے۔

۴۔ حرف تحفیص کے لئے حرف چ استعمال ہوتا رہا ہے اور اپ تک بھی عام کی بولی میں موجود ہے۔ یہ گجراتی اور مرہٹی ہی کا اثر ہے۔

۵۔ ”سی“ دکنی میں مستقبل کی علامت ہے لیکن حضرت شاہ بربان نے اس کی مختلف شکلیں بھی استعمال کی ہیں۔ مثلاً نادیکھ سوں، ناکر سیں وغیرہ۔ یہ لاحقہ ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی استعمال ہوا ہے مثلاً سوریینی، بھوچ پوری وغیرہ میں۔ اصل میں یہ اپ بھرنش سے آیا ہے۔

۶۔ ایلار اور پیلار بھی گجراتی ہیں لیکن مرہٹی بولنے والا اردو دال طبقہ بھی اس کو بکثرت استعمال کرتا ہے۔ شہر میں ادھرا اور ادھر الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور دیہات میں ایلار اور پیلار۔ یہاں وہ سے اور پرے کا استعمال تعلیم یا فتحہ طبقہ میں آج بھی نہیں۔ قریب قریب یہ تمام الفاظ آج بھی ہمیں سُنا ہی دیں گے پس پڑھیں ہمیں دیہات میں جانے کا موقع لے۔ یہ الفاظ نہ عرف زندہ ہیں بلکہ شہریوں کے ناک بھول

چڑھانے کے باوجود بھی ان کے مٹنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ لکھنہ احتفاظ

میں قواعد کے لحاظ سے بھی ہمیں کوئی خصوصیات نظر آئیں گی۔ مثلاً

- ۱۔ ماضی مطلق بنانے کے لیے علامت مصدر ناگر کر یا بڑھاتے ہیں یہ طریقہ بلا استثنہ استعمال ہوا ہے یعنی اٹھنا، دیکھنا، گزنا، کرنا کے ماضی مطلق اٹھیا دیکھیا، گزرا یا کریا اور کیا (دوسرا کے ساتھ) بھی استعمال ہوا ہے۔
- ۲۔ ہونا کا مستقبل ہوئے گا اور دوسرے مصادر کے مستقبل کے صیغے آوے گا، جاوے گا استعمال ہوئے ہیں۔

۳۔ افعال میں جہاں ہائے محلوط استعمال ہوتی ہے ماضی مطلق بناتے وقت اس کو حذف کر دیا ہے مثلاً باندھنا سے باندیا، بوجھنا سے بوجھا وغیرہ۔

۴۔ اگر مضاد الیہ جمع ہو تو ضمیر اصلی اور حرف اضافت بھی جمع استعمال کرتے ہیں مثلاً سیر کیاں آنکھیاں (سر کی آنکھیں)۔

۵۔ الفاظ کی جمع واحد کے آگے اس زیادہ کر کے بناتے ہیں اور آخری حرف ہ ہوتی سے بدلتے ہیں۔ مثلاً کام، باتاں، لوگاں اور بندہ سے بندیاں۔

۶۔ تذکیر و تاثیث کا بطور خاص لحاظ نہیں۔ کبھی مؤنث کو مذکرا اور بھی ذکر کو مؤنث استعمال کرتے ہیں۔

۷۔ حرف اضافت کو اکثر حذف بھی کرتے ہیں مثلاً یوں عقل دلائی جان۔

۸۔ ”کی“ و معمول میں استعمال ہوا ہے ایک توکیوں اور دوسرے

کہ (بيانیہ)

۹۔ کر خاص معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً میں تو کون ہوں کر جانتا۔
یعنی یہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ اس قسم کا استعمال بجا پور کے ادیبوں اور شعراء میں عام ہے اور گولنڈہ کے ادیبوں اور شاعروں نے اس کی بجائے

"بول کے" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۱۔ وہ اکثر حروف ربط حذف کر دیتے ہیں۔ مثلاً آرسی قدرت سوں باہکیا یا تو پس دیکھو۔ دونوں میں علامت مفعول کو حذف ہے۔
رسم خط میں بھی کافی تبدیلیاں نظر آئیں گی۔

۲۔ کی اور کے میں تحریر میں کوئی فرق نہیں یہ اس زمانے کا عام رواج تھا۔
۳۔ ضمیر اشارہ میں وہ کی بجائے صرف و یا دو دادو (وو) یا او، استعمال کئے گئے ہیں اور اسی طرح یہ کی بجائے ای استعمال ہوا ہے۔

۴۔ بچ پر ختم ہونے والے الفاظ کو کبھی ہائے معنی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔
۵۔ آخر میں آنے والی ملواں ہو (ہائے مخلوط) کو خارج کر دیا گیا ہے جیسے ہاتھ کو ہات، آنکھ کو آنک، کچھ کو بچ وغیرہ۔

۶۔ اور کا رسم خط ہو رہا ہے یہ اس زمانے کا بہت عام رواج تھا۔
۷۔ ضمیر موصول جو کوچے لکھتے ہیں جیسے جے کچ۔

وہ اردو لکھتے لکھتے فارسی میں تحریر کرنے لگتے ہیں اور پھر فارسی سے اردو پر آ جاتے ہیں۔ وہ عربی اور فارسی کے علاوہ ہندی کی فلسفیانہ اصطلاحیں بھی استعمال کرتے ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ہندی فلسفہ پر بھی گہری نظر لکھتے تھے اور اس فلسفہ کی بعض باتیں بھی ان کے مسائل میں مدغم نظر آتی ہیں۔ اصطلاحوں کی مثالیں جب ذیل ہیں۔

آکار، نرانکار، بکار، شن، بھوتاکار، ایندرین، وغیرہ۔

عبارت بعض مقامات پر بے ساختہ مقتضی ہو گئی ہے لیکن قافیوں کی وجہ سے گنجلک نہیں ہونے پاتی۔ اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ تمام باتیں سوال و جواب کی شکل میں بیان کی گئی ہیں دوچار لفظوں میں اگر سوال پوچھا گیا ہے تو

کم سے کم الفانہ میں اس کی توجیح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ زبان، قدامت کی وجہ سے ممکن ہے کہ سمجھنے میں کہیں دشواری ہو لیکن چھوٹے ٹھوٹے جملے قند نباتات کی دلیاں معلوم ہوتے ہیں۔

کلمتہ الحقائق کا موضوع :-

حضرت جامِؑ کتاب کی تصنیف کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر مرید آپ سے خدا کے بارے میں مختلف سوالات کرتے ہیں کہ وہ قدیم القدم کیوں ذات و صفات، ابتداء و انتها، باقی و فانی، قدیم و جدید اور بے ہمہ و باہمہ سے کیا ہر آدھے۔ ان سوالات کے اس میں وضاحت سے جواب دیے گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خدا اول سے ہے آخر تک رہے گا وہ صورت شکل وغیرہ ہر حیز سے منزہ ہے جب اس نے اسی کائنات کو وجود میں لانے کا ارادہ کیا تو اپنی قدر سے اس کو نقطہ کمن سے وجود میں لا لیا۔ خدا کی ذات میں قدرت بھی ہے اور ارادہ بھی وہ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے چاہا کہ اپنے نور کا آپ مشائیہ کرے اس لیے اس نے محمدؐ کے نور کو پیدا کیا اور اسی نور سے ساری کائنات کی تخلیق کی۔ بالکل ایسے ہی جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔ اسی سے اس نے آگ، پانی، ہوا اور مٹی چار عنایا صریکی تخلیق کی، یہ سب آپس میں بھاط صفات لازم و ملزم ہیں۔ ان سب کی تخلیق چونکہ ایک ہی مادہ سے ہوئی ہے تو یہ فنا کے بعد بھی ایک ہو جائیں گے۔ بالغاظ دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا اس کی قدرت اور اس کے ارادہ ان تین سے اس عالم کا ظہور ہوا۔ اب یہ انسان کافر نیغیہ ہے کہ وہ خدا کو اپنے آپ میں پہچاننے کی کوشش کرے۔ انسان کی تخلیق بطاہرہا یت حیرت ہے۔ آدم کو مٹی سے عیسیٰ کو بنیر نطفہ کے اور انسان کو نطفہ سے پیدا کیا، اور حن و حور اور ملک کو

ذرہ سے۔ یہ اس کی قدرت کے کرتے ہیں لیکن یہ روح جو ہمارے جسم میں موجود ہے، ہمیں محض اپنی عقلت کی بناء پر دکھائی نہیں دیتی۔ اس کو سمجھنے کے لیے یہ جانتا ضروری ہے کہ وجود کی چار نیمیں ہیں۔
 ۱۔ واجب الوجود۔ مٹی کا۔ ۲۔ حکمن الوجود۔ وقت میثاق کا۔ ۳۔
 حیثیت الوجود جس کا اٹھا رہیں کیا جاسکتا اور چوہ تھا عارف الوجود۔ جو شے کو جانتا ہے۔

حکمن الوجود جو اس ظاہر و باطن سے محبوس کرتا ہے اور اپنے عمل و فعل کی بناء پر اچھا اور بُرہ اہوتا ہے۔ تن صرف انسان ہی نہیں بلکہ حور و ملائک بھی رکھتے ہیں اور اجتنہ و شیامیں بھی جسم رکھتے ہیں اور اس جسم میں نفس کی موجودگی انسان کو تکالیف میں بنتلا کر دیتی ہے۔ انسان کو نفس پر قابو پانا چاہئے اس کی صورت یہ ہے کہ آپ اپنے کو اپنی اصل یعنی خدا سے جدا نہ سمجھے۔ انسان کی اصل نور ہے جس کو عقل دلالت اپنا ایک مستقل الفرادی انا سمجھتی ہے حالانکہ یہ نور قدیم ہے اور اس کا اندر اک عقل مقیم ہی کر سکتی ہے اور یہ اندر اک ہی معرفت ہے۔ جب عارف اس نور کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کا انا اسی نوح ہو جاتا ہے کہ اس کو یہ پتہ بھی نہیں رہتا کہ وہ مشاہدہ بھی کر رہا ہے اور اگر اس فنا نیت میں اپنے مشاہدہ کا بھی احساس کرے تو یہ علمت و عقلت ہے۔ ایسا مشاہدہ عارف کے بس کی بات نہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے ایسی فنا نیت عطا کرتا ہے ابتدائی سلوک میں عارف کو یہ شوق رہتا ہے کہ وہ خدا کو دیکھے لیکن وہ اس لیے نہیں دیکھ سکتا کہ اس کی ذات منزہ و بے چون ہے عارف کو چلہئے کہ وہ خدا کا مشاہدہ اپنے اندر کرے جیسے آئینے میں صورت دیکھی جاتی ہے۔ مشاہدہ کی بھی ایک صورت ہے۔ خدا اپنی قدرت میں مجھ طے ہے بالکل اسی طرح

جیسے ہم اپنے ادراک انا میں محیط ہیں اور خدا ہماری روح کو محیط ہے۔ اسی طرح جیسے کہ ہم اپنے تر شخص میں محیط ہیں اسی لیے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔ خدا نے امر کن سے اس کائنات کو پیدا کیا یہ امر قدیم ہے جو فیکوں ہو گیا وہ امر ہے اسی لیے قدیم ہے۔

نفس کی چار قسمیں ہیں۔ نفس امارہ مخلوق سے زنگ بزنگ کے کام لیتا ہے۔ نفس لواحہ برائی لعنت ملامت کرتا اور پاکی کی طرف لے جاتا ہے، نفس ملطھنہ صبر کی تلقین کرتا ہے اور نفس ملہمہ شکر گزار بناتا ہے۔ روح انسانی جو پرتو ذات ہے اس کے خارج میں چار وجود ہیں۔ پہلے روح ذات عکس بن کر پیدا ہونی اور یہ روح آدم ہے اس کو حکم ہوا کہ وجود میں داخل ہو۔ جیسے ہی یہ وجود میں داخل ہونی اس نے اس خاکی آئینہ میں خدا کا پرتو دیکھا اور سجدہ کیا۔ ذات حق جوں کی توں منزہ رہی۔

خیر اور شر دو نوع اللہ کی طرف سے ہیں اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ مقدہ کیا جا چکا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ بندہ جو کچھ نیکی اور بدی کرتا ہے وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے اس لیے کہ انسان کو اس کا علم نہیں دیا گیا کہ اس کی تقدیمیں کیا ہے اس کو بھلے بُرے کی تمیز عطا کی گئی ہے کہ وہ برائی سے احتراز کرے اور بھلانی اختیار کرے اگر وہ تمیز سے کام نہ لے اور غلطی کرے تو اس کے لیے سزا ہے۔ اس کے اعمال کی ذمہ داری اس کے اپنے نفس پر ہے، خدا علیم ہے وہ سب کچھ جانتا ہے کہ بندہ کیا کرتے والا ہے۔ یہ جانتا تقدیر ہے۔

انسان بُرے کاموں میں طرح طرح کی تدبیریں کرتا ہے اور نیک کاموں میں تکلیف سے بچنے کے لیے تقدیر کا سپارا لیتا ہے جب تقدیر پر بھروسہ تھا تو برائی کرنے میں عقل اور اختیار سے کیوں کام لیا۔ خدا نے خیر کو پیدا کیا اور

شہر کو بھی اور تجھے اختیار دیا چونکہ ان شیوں کو خلق کیا ہے اس لیے ہر ایک خدا کی طرف سے ہے اور اس اختیار سے کام لے کر جو کچھ کرتا ہے اس کی ذمہ داری اسی پر ایمان یہ ہے کہ بندہ زیان اور قلب سے خدا کی تصدیق کرے اللہ نے مذہ پر تین چیزیں فرض کی ہیں عرفان - ایمان - اسلام۔ عرفان یہ ہے کہ خدا کی قدرت کا ملہ اور اپنے نفس کو پہچانے۔ ایمان یہ ہے کہ خدا کو قادر مطلق سمجھے اصل ایمان خوف و رجاء کے درمیان ہے۔ اسلام تعمیل امر ہے۔ اصل عبادت اور سر عبادت فکر ہے اور فکر یہ ہے کہ انسان یہ سوچے کہ جو کچھ اس کے نفس میں ظاہر ہوا ہے وہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور خدا کی ذات کی طرف راجح ہے والا ہے اس فکر کے استغراق سے فناست پیدا ہوتی ہے یہی سر عبادت، فکر کی دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے ہر عضو کے فرائض کو سمجھے اور درستی ہے ادا کرے۔ سالک جو واحصل تجویز ہوتا ہے وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتا ہے، ایک مقام شیطانی دوسرے مقام قرب ان دونوں کے درمیان چار راستے اور چار منزیلیں ہیں۔ ایک راہ شریعت و منزل ناسوت، دوم راہ طریقت و منزل ملکوت سوم راہ حقیقت و منزل جبروت چهارم راہ محرفت و منزل لاہوت۔ حضرت برہان الدین جامن نے ان مقامات و منازل کو تفصیل سے بیان کیا ہے

اس کے بعد مصنف نے ذکر مراقبہ اور متأہدہ کی وضاحت کی ہے اور ذکر جملی اور ختمی کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف اسمائے الہی کے ذکر کا طریقہ اور اس کے فوائد بیان کئے ہیں۔ اور اس سلسلے میں لطیفہ قلبی کی بھی صراحة کی ہے اور تیر شیخ کامل کی ضرورت پر نور دیا ہے۔

محمد اکبر الدین صدیقی
چار قنیل آغاز پورہ حیدر آباد
پکھار سانس کلچ سیف آباد۔ غتابیہ یونیورسٹی
۲۰ جولائی ۱۹۷۴ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ كَرِيْبٌ سوْبَوْے کہ قادر تو انا تو ہی ہے کہ او قدیم القديم اس
قدیم کا بھی کر نہار سبع بسج سو تیر اٹھا ر۔ و سچ ہوا بھی لیج نتھے بار۔
جد عال پچھو تھا بھی تھا تھیں دوجا شرک کوئی نہیں۔ ایسا حال
سمجھا خدا نتھے خدا کوں۔ جس پر کرم خدا کا ہوے۔ سبب لیو زبان
گجری (زبان) نام ایں کتاب مکملۃ الاحقاق خلاصہ بیان دبخلی عیار وون
شود انشا اللہ تعالیٰ کہ خدا اے تعالیٰ قدیم القديم کیوں نھا، ذات و
صفات و کل مخلوقات اپنے و انتہا، یاقی و فانی، قدیم و جدید،
یا ہمہ و بے ہمہ، یہیں سبب سوال و جواب روشن کر دیں گے لایا
ہے۔ انشا اللہ تعالیٰ کہ خدا اے تعالیٰ عالم الغیب والشهادۃ خدا اے
تعالیٰ کی نظر اور اک کر نہار ہی ہے جملہ مخلوقات پر کہ وہاں وہجاں

ف اپنے ایں کتاب مکملۃ الاحقاق لفتاڑ حضرت شاہ بربان صاحب قدس سرہ المحرر تصنیف کردہ است وہ بین اللہ
الرحمٰن الرحیم تسبیح الحمد للہ رب العالمین والواقفۃ للتقطین والصلوۃ علی رسولہ و محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ بربان کلمۃ
بیان تصویف نیاز احکایق۔ تمام روشن عاتیاں و عارفاؤں و واعظاں حق بذاتہ ناید طبیع عن طبق منزل پیغمبر
لامکان رسہ۔ دربہ الکتاب قطب الافتکاپ حضرت شاہ بربان العارفین قدس اللہ سرہ المحرر تصنیف کردہ اندر۔
و دیکھنے بارے کچھ نہیں بھی تھا تھیں۔ سایہ مک (نماد) صہی ہوئے حصہ کی دہ۔ ۲۴ گجر زبان۔ ۳۴ دکھایا۔

نظر نہیں ان پڑھنے والی ہے ذات قدیمی پر اگر کوئی اوس کے قدمی
 بوجھے تو شرک کھڑا رہیا اس سبب فرمایا کہ قال اللہ تعالیٰ لا تدرک
 الابصار و هو يدرک الابصار و هو اللطیف الخبیوه ایسا کسی کا جوں
 ہوئے گا کہ پچھان ذات کا کرے گا۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 تفکر و افی صفات اللہ ولا تفکر و افی ذاته اللہ۔ ولیکن جیسے
 خدا الورثے اُسے راہ دلوے اپس میں کہ یہدی من یشاء امید
 دیکھلایا و مدد کیا کہ قوله تعالیٰ الذین جاهدوا فینا لنهدینہم
 سُبْلَنَا۔ توجہ دکشش^۱ کرے خدا میں خدا تھے کہ قال علی کرم اللہ
 وجہہ کہ عرفت ربی بسر بی۔ سوال۔ کہ خدائے تعالیٰ اول
 تھے اول کیوں ہے۔ جواب۔ قدیم تھے قدیم اول تھے اول
 اپسیں تھا۔ سوال۔ کہ کیوں تھا و کیا تھا؟ جواب۔ بے چون
 و بے چکونہ تھا و چون و چرانہ یا یہ گفت و لیکن ہستی باقی لاشک
 والا شہر۔ سوال۔ او کہاں تھا کہیں تو تعلقات جاگا سوں
 دھرتا تھا۔ بھی؟ جواب۔ تیرے بھی وقت سوں تعلق دھرتا ہے تو
 اس ہر شے کا آفریدگار دفعہ جان اور اس جاگا کا سب کا آفریدگار

ص ۱ پڑھنے والی شرک^۲ یعنی فکر کیند در صفات خدائے تعالیٰ و فکر کیند در ذات او۔ مکان کشش۔ مٹ کھے
 مکان تھا مٹ نہیں۔ سعی دہی۔

137362

وہی پچان۔ اس تھے اول واول کا بھی اول و آخر، قدیم و جدید۔
 سب اس تھے بے زبان ہوتا اس تھے بول میں آیا کہ اول تھے
 اول ہے جملہ مخلوقات تھے لامکان ہے۔ کہ چنانچہ خواجہ روم اور
 خواجہ شبیلی پر سید ”قال ما التوحید؟“ قال من احاب عن
 التوحید فہو مشروکٌ ولم یعِرِفْ ذلِكَ فہو کافر۔ و سال عنہ
 فہو جاہل،“ سوال۔ پس سمجھ نہیں کیوں قرار دینا و تحقیقی
 کوں کیوں انپڑنا کہ کچھ نہیں پس کیوں؟ جواب۔ اے عارف
 توں مخلوق ہے۔ تیرا تعلق ورہنا یک جاگا سوں تعلق و صرفا ہے
 کہ توں بندہ عاجز ہے قدرت وحدائی تعالیٰ کوں یہ آرزومندی
 نہیں کہ توں ہے قدرت، وحدائی تعالیٰ با قدرت اپس سوں
 اپے تھا۔

سوال:- قدرت کیا؟
جواب:- خدا پناہ کہ من خداوندیم، انی انا اللہ حس فرمایا آئینی
 برہمہ منی یا شد۔

لہو الاول والآخر والنطэр والباطن وہو بخل شئی علیم۔ بے زبان ہوتا اس تھے دل میں آیا کہ اول
 تھے اول ہے جملہ مخلوقات تھے لامکان ہے۔ فہو ملحد و من عرفت توحید
 صل اس تھے اول کا ہی اول ہی بچیان۔ صل فہو ملحد و من عرف التوحید فہو مشروک و من
 لم یعرف ذلک فہو کافر۔ و من سال عنہ فہو جاہل۔ انپڑنا کہ کچھ نہیں مل آں برہمشد

سوال :- مر قدرت و خدا فرق چہ باشد؟

جواب :- کہ قدرت تعلق با فعل دارد۔ کہ اپنے فعل پر مودار شاہد ہے
واللہ تعالیٰ از منی خود و اپنے فعل تھے منزہ در پہاں کچھ باشد حدیث
قدسی کہ کنت کنز الْمُخْفیَّا فاحبَّتْ، ان الحرف۔

سوال :- پس آں کچھ را چکونہ باید شناخت؟

جواب :- کسے را کہ او خواہد۔

سوال :- پس جہد اپنا کیا نہیں؟

جواب :- جہد اپنا ہے کہ فاعلِ مختاماً کیا ہے۔ قدر حال اس کا
جان اپنا اس کو دیا ہے ولیکن توفیق ای اللہ۔

سوال :- پس کیا کیں شناس ہوئے ذات کا؟

جواب :- اس باب بنی ہمارے فرمائے کہ من عرف نفس فقد
عرف ربہ۔

سوال :- تو میں کون؟

جواب :- تو نورِ محمد کا عسلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال :- کہ کیوں کہو منجکوں؟

صل منزہ اما در پہاں کچھ باشد کہ صحت کیا اپنا نہیں؟ صل تو نور کیوں کہو منجکوں۔
اع یہ سوال اور اس کا جواب تدارد۔

جواب:- اول آفریش بھی نور دیکھ کہ چگونہ آشنا کارہ اکر دے بعدہ تمام عالم واشیا اس نور سخنے بار کیا۔ پوں منقول جنایا قول علیہ السلام۔ اتنا من نور اللہ درکل شئِ من نوری۔

سوال:- مدد کچھ نہیں کیا تھا؟ آپس آپ تھا۔ پس نور بھی کیا کیوں نہیوز؟
جواب:- من کی اللہ تعالیٰ محظی گنج تھا در امر امنیت در خودی خود
نہ پہنچا نہ اظہار، نہ آکار نہ مر نکار، نہ جمال نہ جمال، نہ شوق نہ ذوق
نہ یاد نہ فراموش، نہ رنج نہ گنج، ولیکن چہ گوید کہ امین امنیت المقصود
مقصود پس در خودی خوددارادت کرد مثل ہمچوں تھم در زمین غبار
گرفت بعدہ انگور جنایا تھم سخنے دکھایا کوم، و آں غبار کہ در قدرت
پہنچا بود و چوں از تھم بیرون آمد و آں قدرت کہ پہنچا بود اظہار
شد کہ رسم اللہ در آگاہ خود۔ آگاہ جسے ذات کا آگاہ پیا، سو قدرت
جدید و در غبار ایل ذات قدم۔ برائے آں علم رفاق می گویند کہ قدم
و جدید او سہتہ پس پوچھ لعده بوجھ و مدانکہ اسم اللہ کہ من اللہ
در خود اظہار کر دے بعدہ بر قدرت منی آں گنج کہ پہنچا بود شاہد
شد بر خود لی خود بعد از ای میان ہر دو عشق افروختے۔

۱. جنایات قول تائع زاکار

صد جسے کچھ سخت نہ انکار حدت خودی خود خدا از ایادت کرد صک پہنچا بود اظہار شد و چوں.....
پہنچا بود کی عبارت موخر ہوئی ہے اور در آگاہ خود کے بعد لکھی گئی ہے۔ مت بوج کہ بعدہ بوج
اع جدیث بنوی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ۳۴ فتاویٰ

جوں کی لکڑی بھیر آگ بھڑکا، نیکلیا، جیوں کی جاگ
 بازد عشق سخے کرنے سار کیتا نور بسی کا بار
 جان اے عارف! احمد ایں واس کی قدرت میں کچھ فرق
 ہیں بلکہ اوس قدرت، قدرت سوا، چنانچہ یکے است جیوں کی
 کافر ہور خوبی درگل یا شیری جیوں کی شکریا بونی در دوئی نہ
 کہتیں کھری پک۔ نہ کے جائیں دو۔ کیا تامیش جوہر کی جوہر تھے
 جدا ایسا معممہ خلاصہ، جز مرشد نہیں۔ ایسا ذات دوپنے بغیر
 یکسو۔ محمد نور اسی کا دیکھ کہ ان لوڑیا کہ اپیں اپیں دیکھوں
 کہ عشق کا غلبہ تو کرنے ہوا سار تو قدرت سوں نظر کیا اگرچہ
 کی آرسی کیا سن تر نکار کی۔ اس ہوا تھے وہ ہوا آدھی جہاں
 نور محمد کیا شاد ہے۔ پس آں ہوا صغار آئینہ ساخت و
 مشاہدہ خود بخود دید۔ چون ذات اللہ تا بد است و ہم ثانی شاہد
 نور محمد در آئینہ صغار کی امراء ارادت تھا کی، کن فیکون وجہان
 اے عارف! نہ کاف دن کون کون جاگا اس میں۔ اس پنے

ملائے۔ بعد زیست (اضافہ)۔ قدرت اس کا پرتوت درگل (موجود نہیں) اکھر کے ٹھنڈی ت وشاہد
 ٹھنڈی صلی صلی کھری دریک نہ کھیا جائے ٹھنڈی جوت صلی اس صلی زاہر صلی کی ٹھنڈی
 صلی کون جاگا نور انہار در نور صغار ہو۔
 یعنی جیوں کی تدارجہ در دوئی۔ یعنی کہا جائے۔ یعنی محمد کا نور۔

میں انہمار نور در صفا ہوا ولیکن در کلمہ کون فیکوں معدود ہے۔ پس و پر تو ذات کا سو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قدرت سوں چیز کرت شاہد کیا محمد کے نور کوں۔ پس از شاہد نور ہمہ نور را آفرید کہ انس و جن و ملک و ہمہ اشیا پس آں نور در صفا شاہد بود و از اس شاہد، شاہد ہمہ عالم شد و آئے ہمچوں چراغ از چراغ افروخت و آئی نور را روح القدس گویند۔ برائے آں محمد نور را ابو الارواح گویند۔ پس ثابت شد کہ أنا من النور اللہ وَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ نُورٍ سبحانہ و تعالیٰ۔ اس نور کے عشق تھے لطافت کیا پس لوریا کی نہور کروں باذ اس صفا تھے ہوا کیا، و ہوا تھے باو کیا، و باو تھے آگ کیا، و آگ تھے پانی کیا، و پانی تھے خاک کیا تکہ جز ہوا باو کوں جاگا نہیں و جز پائی آگ کوں پورش نہیں و جز گرمی پانی کوں جوش انہماری نہیں و جز پانی زمین کوں وجود نہیں۔

سوال:- کہ تحقیق کیوں؟

عَلَى حَاتِمِهِ پَرِسِنِی بَابِ روحاً كَاتَ بَعْدَ زَكَرِيَّا اخْتَافَهُ وَ قَالَ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ خَلَقْتَ الْإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ خَلَقْتَ الرَّطِينَ مِنْ مَا يُنْجِي وَ خَلَقَ الْمَاءَ مِنْ نَارٍ وَ خَلَقَ النَّارَ مِنْ رَحْمَةٍ وَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ مِنْ بَيْنِ الْكَافِ وَ الْمَوْنَ.

صلی اللہ علیہ وسلم نور محمد کوں یعنی پس از شاہد بود و از شاہد نور ہمہ نور را آفرید صلی اللہ علیہ وسلم کراویں۔

(اع و آں (دماد))

جو اپنے کہ قدرت میں کلی موجودات اما حکیمے حکمت دیکھ لایا تھا
 نور نے کہ خاک تھے سنگ و شجر بار ولیکن ہمہ خاک است۔ جان
 اے عارف! ایکس میں یک چیز ہیں سب فنا بھی ایکس میں یک ہونہارے
 ہیں تھیں پگلے تو پانی میں مل جائے۔ پانی کا ہیزم آگ میں، آگ کا
 ہیزم باؤ میں، باؤ کا ہیزم ہوا میں، ہوا کا ہیزم صفا میں، صفا کا ہیزم
 قدرت میں قدرت کا ہیزم ذات قدمی میں۔ جان، اے عارف!
 جسے چیز جہاں تھے آیا وہاںچہ فدا ہو نہارا ہے دستے میں دو۔ اپس
 تھے فدا ہونے میں یک جیوں جل ہولے کوں کیا جدائی وجود دوسرا
 ولے پانی تو یک بیت، تو اسی قدرت بار بڑی یوکے عناصر چاہیے پس
 وہ نور محمد و آں گوہر طیف در صدف خاک نہاد، باز کیسے چہار
 عناصر آمیختہ کرد۔ اللہ تعالیٰ اپس تھے، و قدرت تھے ان دو
 کا پستار عالم آفسکار اکہ بکیسے تھے یک کہیں، پن دو تو کہ نہیں۔ قدرت
 و خدا، یک میں دو تشبیح جیوں یک قلم جز چیزیں کیوں بھی ایسا
 رحمت، خدا و قدرت و خدا کے ملن میں عالم ہوا کہ جز دو تھے رہیں۔

ل حرم (املا) ۳۴ قریم
 صل موجودا تھا صل حکیمیں دیکھ لایا ہے ہو صل جدائی ولے وجود صل ولی (نداء) صل ترکیب
 ہر چمار صل بکیس سوں مل یک ہے صل یک قلم جز چیزیں مشکوں جان گا نہیں۔
 اے عتمگی دکھلایا ۳۴ جان گے۔

الثالث بالجبر۔

عجب قادر قیوم کہ درشکم قدرت عالم را بیرون آور دی پھر فرنند
از شکم نادر زاید تو عالم فرنندحت را کا۔

سوال:- تو کلام ربائی خبر می دهد کہ لم یلذ ولم یولد۔

جواب:- اے عارف! جیوں پکار مخلوق کا یو تشبیہ نہیں ملتا
وہاں یہ عالم کیوں ہوا (ا) کام (۱) کام نہیں تشبیہ جیوں کی سریا گنتہ
آنکھ تھے پڑے آگ۔ یوں قدرت تھے عالم اسٹے جاگ۔ پس
اینجا صحیح نماید۔ نہ کسے زادش امرانہ کے ازوے زاد دات اللہ
تعالیٰ منزہ ہے و تمام آفرینش دوستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقاہیر
دولائی مخلقت لا فلاٹ۔ پس اے عارف! تو نور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اس خاک میں ظہور دیکھ لایا تو کلام ربائی کہ اللہ نور السموات
و الارضِ مثل نور مکشکاۃ فیہا مصباح نتا آں گوہر قدیم درخاک
نمود۔ جز پچھاں شناس نہیں و پچھاں کے نما اندر صلا کہیں کہ اللہ تعالیٰ
بندہ پر عوچتیر لفرض کیا۔ اپسیں پچھا نتا اور خدا کوں۔ حدیث بنی
علیہ السلام۔ من عرف لنفسه فقد عرف دبہ۔

ل اضافہ ذکار معا،
صلی اللہ علیہ وسلم
۲ ع پچھا نہیں تو اندر علی کہیں۔

سوال:- اپنا پچھاں کیوں؟

جواب:- کہ توں نور قدیم اذل ازلی، اپنے وجود میں تفکر کہ میں کون؟

سوال:- میں خاک کہ خلق الانسان من طین۔

جواب:- کلام رباني حق ہے۔ اما فکر کیا لوڑے کہ میں وقتِ میثاق تھے ہوں کہ حدیث بیتِ صلی اللہ علیہ وسلم خلق الارواح من قبل الاجساد۔ پس جان کہ توں گوہر کہنہ قدیم است۔ ترا ظہور راز خاک است۔ اس سبب کلام رباني من طین واگر نطفہ بدائی کہ خلق الانسان من نطفۃ۔ پس فہم کن کہ آدم علیہ السلام را بیا فرید۔ آئ وقت نطفہ کجا بود تا اس کلام رباني سر شت حکمتاں را۔ انسان کو یو دیکھایا ولیکن اوس کی قدرت میں کچ مشکل نہیں کہ اس کے من سنگھار۔ ومن میں اُپت پس قدرت میں اشکلاۃ کچھ نہیں سب باب سکتا قادر ہے۔ و عیسیٰ از شکم مریم آنجان نطفہ لے اسٹھی و ملائکاں و حوراں جیو پئے میں شک نہیں کہ نور قدیم اس نور تھے

۱۴ اپسیں پچھانے۔ اے عابر ت قدسی۔ حکمت کا رہ۔ من میں استکار۔ رہ کجا۔ صرا خلق الانسان من طین و خلق الطین من ماء و خلق الماء من النار و خلق النار من ريح و خلق الریح من بین الكاف والنون۔ ص ۲ دیکھو ص ۳ سر شت حکمت کا انسان ص ۴ از شکم (نمار) رہ کجا ۱۵ ہے (نمارد)

جن والنس وملک تو نور پر بُر قاقدرت کا وجود کیا تو نور ہوا ہے صفا
 تھے مددار ہوا وقت میثاق کوں، پس فلک کاغت کہ روح قدیم اول آدم
 کا خاکی بر قاصلت کیا۔ بعدہ روح پر امر ہوا، کہ وجود میں داخل کر
 پس روح آدم خوف کرد در ظلمات، پس فرمان شد کہ آدم خل
 کر اهیتہ و آخر ج کر اهیتہ پس جوں داخل کیا۔ امر شد ملائکہ را
 کہ اسجد دا لادم نہ کہ امر بر خاک۔ امر پر روح نطیف کو ہر قدیم۔
 سوال:- تو اپیں کون؟ اگر دم کہوں تو باو ہے یو حرکت سب
 باو کا تن میں کہ شناس جز دم جیو کون ہے؟ اور سو کہنا؟
 جواب:- دم ٹکڑا باو کا خدا کے تعالیٰ حکمت و سترگی بدل حرکت
 ساندھیاں کا چلنا۔ اس سبب دم یو سرشت چہار عنابر میں
 ہے تو فہم کر کہ دم پر تو کوئی ہے جان کہ یو دم پیرے و نیرے مان
 میں ہے۔ وقتے یک جاگا کا دم مرتا تو وہاں کا حرکت منہ ہوتا۔
 پس توں جانہمارا تو ہے قدیم۔

ل رک بت بروح (اعناف) ت حکمت (اعنا) ۱
 حد پس فلک کر دیکو۔ ص آدم پر خاک کا بر قاصد روح کوں عد دیگر و داخل کا الحیت و
 اخراج کا لمیت۔ ص بحمدہ بر خاک یعنی آدم لاء کہ امر پر یو ہے نطیف و پر قدیم۔ ص حکمت
 بدل تر سامنہ حصیا کہ ہلنا چلنا۔ عد یو دم مٹ دیکھر عد فرما نیر دار ہے جینا کم۔
 اع کر ۳۴ و روح نطیف۔ ۳۴ جز دم کوں ہے اور سو کہنا ۳۴ وہ ۳۴ پس تاقدیم (ندارد)

سوال :- تو فہم نہیں ہوتا کہ اس دم تھے اور تن تھے خارج نہیں
دستا ہوں ؟

جواب :- اس منزل میں توں دیکھو۔ اگر دستِ کے ببرند و ببیں کے
در دستِ دم کجا رفت ہم توں طریق اگر دستِ پاٹے وہمہ اعضاء
ببرند و دم ہم بہ باد رفت ولیکن تو ہم دید بان بو جھن ہارا قدیم ہے۔
یہی طریق یہ فرمان رب العزّت روح تن تھے کنارے ہوتاتن تمام
خاک درخاک شد۔ ولیکن روح نہ میرد کہ روح قدیم است۔
فرمان شد کہ آلسُتْ بربکم و روح جواب داد کہ قالوا بلى۔

سوال :- تو کچھ فہم نہیں دیتا کہ تن میں حرکت کرنے ہارا روح ہے
ولیکن کیوں بیان یاں کیا۔ عقلت میں نظر پھوٹنا نہیں درکھیں۔
جواب :- اے عارف ! تیری نظر میں عقلت آتا سو تیرا تیراتن
عقلت کا بھی یو دوڑخ نلمات ہے۔ ہور یو فہم داری ہے چیتا سو
عارف الوجود یو عرف ان تیرے روح کے مرکب کی ان کوں ہے۔
ایسے تین تن غیب کے سو تیرے خاکی اس تن میں ہیں وہ توں کوہر

لائے میں نہیں دستا۔

بلا ہوا صد روح حرکت کرہارا صد چھوٹیا صد تیراتن دہان صد یو تھا صد ان کی۔
لائے ہے۔

لور خدا کے تعالیٰ ترا در تن ہر چار صد ف اندر ہنہادہ است۔ تا تو فہم
کن کہ من کدام؟ ایتال یو فہم کر، اے عارف! اس کلمتہ الحقایق میں
آسان کر دیکھلایا ہوں۔ برکت مرشد کہ وجد چهار یکے واحد الوجود
یہ دستا مانی ڈکھلائے کا۔ مکن الوجود، دستا وقت پشاوند کا۔ و ممتنع الوجود
نہیں آتا دکھلانے میں آشنا رہے۔ اشارات کل من علیہا فان۔ و
عارف الوجود۔ ہر شئ راستہ کندہ با صحبت مرکب روح
است و دریں ہر سہ محیط است۔ اما تمام یو معما جزا بخشن مرشد
گمان دوڑتا ہے۔ ایتال کہ علم اليقین پے نہایت و جزء عین اليقین
تحقیق شود۔ تا اے طالب تسلیم باش و فہم بیک کن۔ ایتال تیرا
تجھے دیکھانا لگے کا اگر لوڑے خدا کے تعالیٰ تو تو اے فکر کر دیکھو۔
پہنچات قرار رکھ کہ جیسا رمز ہوتا و اشارت و فعل و حرکات و
سکنات، پیرے وجود میں جیتے فعل پر اس کا محاسبہ لیں ہارا
کوئی ہے تو عارف اپسیں عقل کبیر اگر اسی خاطر خوب قرار کرس۔
اس وجود حاکی دیکھیں ہارا ہو کہ میں تو اس کا جا شہارا گو ہر توں

لائ آتا تو فکر کرو! دوسرا مکن الوجود ترا ممتنع الوجود جو تھا عارف الوجود۔ واحد الوجود
نہ نظر آشنا راندارد۔ تک سے دھرتا ہے مھر کمن ہارا۔ تک حان اضافہ۔
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زور ہوئے۔ مکد ایتال نہار دھمکی اشے

خاک نہ ہوئے۔ اس جان پنے کوں مرگ نہیں۔ ایسا اس تن میں جان سو توں سب چیزیں پر دوکھ سوکھ، مرننا وجہیونا، فانی یا یا یا ہوتا وچاتا۔ اس کا جان نہار اسو توں۔ یہ تن خاکی نہ ہوئے توں۔

سوال: کہ صحی نرالادستا ہوں میں اس تن تھے؟
جواب: اس کی آنکھیں تن تھے خارج بھی نظر کر دیکھ کچھ دستا یا نہیں؟۔

سوال: یہ تن الادھادستا ولیکن جیتا بکار سو لوٹ نہیں بلکہ صلیتڑی بکار روپ دستا ہے۔ لیکن تل قرار نہیں جیوں کی مرکٹ روپ؟۔

جواب: اے عارف! ظاہر تن کے فعل تھے گزر یا و باطن کرتے سب دستے، اس کا ناموں سو مکن الوجود۔ دوسرا تن سویہ کہ اس ایندھین کا بکار و چیٹا کر نہارا سو وہی تن، نہیں تو یو خاک و سوکھ دوکھ بھوگن ہارا جیتا بکار روپ وہی دوسرا تن تو توں نظر کر دیکھ یہ تن فہم سوں گزر یا تو کن اس کے کیوں رہے۔

بلائے اس تھے ان کے تلاحدہ تمارکھٹ۔ تھت میع دسکھ دوکھ کا بھوگن ہارا۔ (اعفاف
صلیتڑی تھت و بھی قفت
مع تن (عمراء)

سوال ہے۔ جیوں باؤ آیا و نکل گیا و لیکن جھاڑ کا دُول تو رہیا۔
 جواب ہے۔ صحیح دیکن پت جھڑی ہوئی جھاڑ کوں تو با و نارہی
 اس سبب تیرے نفس کے فعل کے پات تیری روح کے سات لگے
 ہیں۔ دبار اسون نفس اس سبب جھولے میں پڑیا تو پس دہاں کا بھی
 دیکھن ہارا ہو۔ دہاں کے بکار روپ کا جیتا چیشٹا ہوتا جہاں تھے
 سوچ دوسرا تن وہ توں اس کا آلا داد دیکھن ہارا سو اس میں نکو گن
 ایسا بکار روپ سور روح کا مرکب وجیاتن یہ ویا چھ اسی کا
 عکس۔ وہ تن قدیم، میثاق کے وقت کا۔ اول وقت باز دیہ تن۔
 اسی کا عکس یو، ایتیال کے دیکھنے میں اس کا عکس دیوتن وقتی
 در سیری و طیری کنارے ہوتا ہے۔ وروحانی تن و ملائکاں و
 حوراں بھی تن دھرتے ہیں۔ دبت و قویں بھی تن دھرتے ہیں۔
 جیسے چیرنناپاک دیوانگی کے یہ جیتا اس تن سوں شہوت، حرث
 ہوا خمس کا مورچا اس کی صحبت سب اسی آزار ہوتا ہے۔

ٹ یا تی (اضافہ) ٹ صحیت ٹ و سب کا (اضافہ) ٹ سوتے وقت (اضافہ) ٹ دیو دا نوبھی تن
 دھرتے ہیں۔ (اضافہ)

صل دُولنا حصت جیتا اسی کا حصت علاحدہ حصت اس کا۔
 اع دُول باقی رحماء ایسے سب ھجھ جسے پڑنناپاک باتون کی۔

جیوں لوہا صحبت میاں بھوگن، سونگنا، چاکھنا، دیکھنا یہ فعل سب
اس تن کے یہ کیا بازدھ کئ سب رہے بلکہ زیادت دیکھلا آنے کی ایسے
قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا ولیکن دل کی نظر
باطن اس میں آتا ہے تو توں اس کا فہم دار ہو و دوڑخ و بہشت کا
حساب سب اس سوں تعلق دھرتا ہے۔ کہ توں و تے سب فعل
پر قادر ہو الادھات توں اس کا شاہد ہو وجواب ده۔

سوال :- صحیح اس کا بھی بکار دیکھنہ اراہوں۔ جیوں اس پتھے
جدا ہوا تیوں اس حرص کے پیرتھے یہی جدا دستا ہوں تھیں
ان دونوں منیج میں الادھا چھو ہوں۔ جیوں سینپی میں کٹا ہو
سینپی میں موئی ہو رہیں کاہن کیڑے سوں و کیڑے نخے البت
ہور منزہ موئی۔ تیوں میں ان دونوں تن میں۔

سوال :- یک اندیشہ کہ اس تھے میں الادھا اپسیں میرا رہیں
انکھی دستائیں ان دونوں تھے خیر از چپ تو مخفی منیج میں جا گا
نیں۔ ظلمات کے کوئے میں پڑیا اس سبب جا گا دستا نہیں۔ اس کا
کہو ہیت سمجھو ہوئے تیوں۔

دیکھ لانے کی الادھیدہ قوت ماہیت کھرے تیوں۔

صد میاں کی صحتا ہو جواب دہ صحت حرص پر تھی بھی۔ صحت اس کی صحت جا گا دستائیں صحت
اس کا صہیت (ماہیت) کہو ہیت۔

ایع اس کے سب رہے یعنی منیج میں (ندارو) ایع اس کا صہیت کہو صہیت سمجھ ہوئے تیوں۔

جواب :- بھی ظہمات اندھارا سو مختیع الوجود۔ پس اے عارف!

وہاں توں کون سو دیکھو؟

سوال :- ان دو کاشاہد سو وہاں میں دستا نہیں۔ میرا مجھ
گمان کی میں وہاں نہیں۔

جواب :- اے عارف! یوں عقلت میں بھا کر اپسیں کی جھپٹا تاہم
اس عقلت کا خبر توں کہتا ہو مر توں آپسے دیکھتا۔ دیکھنے پا را دستا
سو نہوے۔ جوں کی انکھیاں ہو رہیں اسی کوں تقاضت ہے۔ خوب
فهم کر اے عارف۔

سوال :- صحیح میں دیکھتا سو دستا کیوں ہوئے گا۔ ولیکن کمی کی
عقل کوں فراموش اپنے حال میں نہ پیدا رہی و نہ خواب دستا
جون غائب۔

جواب :- اگر تو نہیں تو حیر کہنے پا را کون؟ اس ملی کا یہ جس کچ
یا دو بسر ہوتا ہے سب جاگا میں وہی عارف الوجود۔ خواص کرنہا
توں اس عقلت کا شاہد ہو۔

عین کمی درکمی۔

صلی میرے منجھ تھے سوں کر سب خاطر لیا می اپسیں بی سوچ سمجھ کر منجھ پھر سمحانی صلی
توں اسے دیکھنے پا را دستا تو نہیں۔ منجھ دیکھو پا را صڑ اسی صڑ کی۔
اع ملکے درمکے۔

سوال:- اس عقلت کا بھی میں دیکھنے پڑا۔ اپنے عقلت میرا گھم۔
اس کا حق ہوں سو۔

جواب:- توں عارف و

سوال:- عاقل میں مجھے دسرا منجھ میں کوئی نہیں دستا ایسا فرم
کر نہار اس سو میں۔

جواب:- اے! یہ عرفان تجھ میں انھوں تینوں وجہوں کوں سمجھنا راست
یہ عارف الوجود چھوٹھا تن، اسی کا ناول یہ عقل بھی تجھ سیر بار کی رکھے یاد
بر سر توں عقل نہ ہوئے۔ اس عقل کا بھی شاہد سو توں۔ جوں کی کشتنی پر
کا دیدبان اچھتا۔ دیدبان کشتنی خوب نہم کر۔

سوال:- صحیح عقل پر میں شاہد ہوں۔ چند پار عقل آتا و عقل جاتا میں
کوئی گواہ دار توہ میں صحیح عقل نہ ہوئے و لیکن اقرار قرار نہیں آتا؟
جواب:- اے عارف! سبب کیا خوب دیکھنے پڑا ہو عقل تو توہ نہ
ہے کہ توں نور محمد علی اللہ علیہ وسلم بر سر تو عقل بارگیرد او الہی باشد

ل تج کوں سلجنے پڑا سو یہ عارف الوجود۔ اپنی یہ عرفان تجھ میں الی آخرت ہو رچنے پار عقل جملات نہو
ت تج تو تو (اتفاق)

صلح جواب:- تو عارف یہ عرفان تجھ میں لئے تینوں وجہوں کا صلحت اے اس کا بھی شاید توں پر
عقل آتی ہو رچنے پار عقل جاتی عقل پر میں تو۔ صلحت صحیح عقل میں نہ ہوئے و لیکن تو تو اقرار نہیں آتا۔
اع (جزاول موئزو مفتوم ہوا ہے)

سوال :- تو ایسی عقل پر میں گواہ دار سو وہ گواہ جز عرفان تو نہیں۔ گواہ داری یعنی عارف الوجود۔ اس وجود کا عرفان بیچ کیا تفاوت ہوے گا۔

جواب :- تو تیری عقل کیا قدیمی ہے۔

سوال :- قدیمی صحیح؟
جواب :- از شکم مادر وقت زادن ترا عقل نہ بود اما تھی میں تو مگان نہیں کہ توں ہے یا نہیں۔

سوال :- صحیح ولیکن اس کا بھی شاہد توں ہوں۔
جواب :- تو توں شاہد نور نخانہ کی عقل۔

سوال :- شاہد گواہ دار واصل شاہد سوچ عقل۔
جواب :- صحیح وہ، پدایت قدیم مستقیم سوچ فہم ہے اما عارف الوجود نہ ہوے۔

سوال :- تو عارف الوجود میں و شاہدی میں کیا تفاوت سمجھاؤ۔
جواب :- فہم کن اے سالک! ایسجا ارادت لوڑے خدا کا فہم سونے یہوں نہیں تو چرخ ہے اے عزیز۔ ایں دونکات فہم کن کہ چشتان

صل ندارد (قول)۔

اع میچہ ہوئیگا۔

حیا دہم یکے عقل مقیم است و یکے عقل دلالت کرنہ اری ہے۔ ہر باب
کا یہ عقل مقتضی سو شاہد یہ عقل دلالت سو عارف الوجود عقلی
دلائی کا اپنچا عقل مقیم میں تھے ہے۔ مثلاً جوں کی انکاری تھے بھرتا
تو توں سدھ جان، و اصل ہم مقیم سو تو عارف الوجود کا عارف سو شاہد
سو توں انج شاہد عقل میں تقاضت جیوں کہیو پکلیا اور تھیجیا پکلیا
سو عارف الوجود تھیجیا سو شاہد۔

سوال:- صحیح میں شاہد ہیست

یہ چار دلوٹے بند پڑے منجھے ہوا سمجھ ائندہ
اس سب پر میں شاہد، نہ لگھنے نہ لٹے یوں منجھے میں مینچھے اصل
جو اپا!۔ یو شاہدی یو میں پینا بولنکار عقل دلالت کا کہ عرفان
تھے شاہد ہوا جیوں آرسی تھے دیکھتا۔ اگر آرسی نہیں تو کیا دیکھنا اگر
عرفان نہیں تو شاہدی بھی نہیں۔ تو میں یو پینا عارف کا باقی ہوا تھیں
اس تھے تیرانا نوں یک شاہد نہیں تو یو میں پینا جھوٹ بھی نور پسے میں
ٹوٹ یو شاہد می عارف الوجود کا گن۔ پس یو عارف الوجود جھوٹ تو

صلت ہم یکے دلائی دوم عقل مقیم۔ یہ عقل دلائی کا اپنچا صٹ اس سب پر میں شاہد میں آپ آپیہ سب
واحد۔

اع اس سب پر میں شاہد لگھنے میں نہ لٹے یہ میں مجھے اصل۔

پوشاہی بھی نہیں کہ کاونچھ (رہی) نہیں وہاں سیوں کیا جو گھر نہیں ہے
انکن کہاں۔ جہاں توں نہیں وہاں میں کہاں۔ تو توں نور نبی کا۔

سوال:- اصل نور کا حال اصل کے نوع تجھ کا یہ شناس سیوں چاکھنا؟
جواب:- اصل حال وہ کہ جس وقت تیرا تجھ میں سماو۔

سوال:- تو شاہرو نور میں نفاذت کیا؟

جواب:- شاہرو کا ریعنی عرفان سوکار و بے کار نور اصل نور نہ بہان
نہ انجان، نہ یاد نہ بسیر نہ میں نہ توں۔ اصل نور میں نہ میں رہ صمی نہ
جا سی۔ کہ فرمان از دلوان میں پناہ رہ سی۔ و لے میں کہنہ ارنہ جاسی
سوال:- اصل نور کا حال کہ اصل نور یہ پیش ناس سیوں کیوں؟

جواب:- اصل حال وہ ہے کہ جس وقت تیرا تجھ میں سماو و جاگئے کا
اتھا ہور نیند کا ابتدا ہر دو کے میان آں حال اصل نور ریعنی دوسرا
جنس نہیں۔

سوال:- تو میرا من کہاں بتاؤ ہور کہاں سماو ہور کہاں اپاؤ؟

مسئلہ سوال و جواب تدارد۔

صل تو شاہی بھی نہیں صٹ کیا چٹ میں پن تو کچ رہیا۔ صٹ کہنے ہارا جانا
صٹ ہر دو کے میان نے اصل حال نور کا ریعنی۔
اع لگھر بیچے ۲۴ میانے۔

جواب:- تھے قدرت میں سماو ہوئے قدرت میں اپاڑ۔
سوال:- پرچہ کیوں؟

جواب:- اپنا پرہیز اپس میں دیکھ لیتھیں بول پرچہ لیکھ۔
سوال:- تو عارف الوجود میں تھے کاری و شاہدی بھی چھوڑا۔
پس یہاں تو عقل دلالی بغیر فہم نہ ہو سی و عقل مقیم تو ہے۔
جواب:- جو عقل کہیں سمجھ کوں جائیا نہیں۔ تو عقل عقل سوں پکڑ فہم
فہم سوں چھوڑ۔ یو عقل دلالی جان، مقیم کے نزدیک دیوا ہے۔ اس
ذیوے کا چارجے کچھ لھوے سو دلوے سوں جو دے کھویا سو پایا
پس دیوا بجھایا تو دیوا اکٹھت کھتن کھیانہ جائے۔ فہم فہم لیے سماۓ
تو تیرا کہاں جائی؟ کس مٹھائوں لاگا۔ بیگ ہو جائیا کہنا لگے۔
سوال:- تو میں کون منجھیں نظر کر دیکھتا ہوں؟ چار و وجود تھے
جیسا کہ منجھے منجھے میں دُھنونڈ دیکھتا ہوں کہ کہاں رہنے میری ہے تو
میرا جائیا سن زرانکا رہے ہے دُھنونڈ کارا پرم پار۔ سینپ پور (سینپور)
زنکار درشت اگوچہ سینا کارا اس میں میرا یوں ہے روپ جیوں
کی خش خش، دریا میں چوب۔

صلح۔ چھوڑے صلیو اکھٹھ لٹھن صلی خیر تج (خارج) صلی سینپورن صلی
اگوچہ سن زنکار اس میں۔
لع دُھنونڈ کار (ندران)

جواب:- تو اس میں یک ہو جاتا کی جدا رہتا اس تھے؟
 سوال:- جس وقت شاہزادہ اس وقت اس تھے جدا رہتا
 نہیں وہی ہو پورا رہتا۔ ولیکن اس تو میں سن نہ انکار میں
 کچھ تفاوت نہ دیسے جوں کی دریا و موج۔ تو وہی سن نہ انکار سو
 میں بے انت بے کنتہ بے ہبایت۔ یہ جتنا بحوث اکارہ سب میری
 اور منجھار۔ اٹھارہ اہزار عالم میرے پیٹ میں نہ منجھ لشان نہ
 منجھ مثل آنہ آنانہ جانا، نہ بخ روپ نہ بخ مانندہ لشان میں ہوں
 نہ انکار سن سہجیں سہج کار۔

جواب:- اے عارف بھی پھیر نظمات و عقلت میں پڑیا توں۔ اس
 ہوا صفا کا دیکھتا، اس کا بو جھپہارا و توں کیوں۔ اگر توں سن میں
 مل گیا کہتا تو یہ نکھل کر گواہ داد کون ہو آیا مثل جوں یک اندھائے
 میں نہ اپس کوں اپیں سوچتا و نہ دوسرے کوں دیکھتا۔ ولیکن میں
 تو کون ہوں کر جانتا۔

سوال:- صحیح ولیکن اوس وقت میں اپس نہیں جانتا اب تہ جدا
 بھی ہوں اور اوس وقت تو و صحیح میں۔

صل نہیں۔ ص ۲ اردو۔
 اع دیکھن ہارا۔

جواب :-

توں کون گوہر نور یہ سب غفلت کرنا دُور
 توں نہ دیکھیا آپس آپ جی گھر تما نامہ پاپ
 آمرے توں اس حعایس فر کہ جیا آکاس سور
 آرے تو اپسی دیکھ طہور کون کرتا لیکھا لیکھ
 جیسا توں ہے ویا و کیا وہ سنا کار ہے ایاد
 و چیالی دستا ٹھا توں وہ کیسا اپنا نا توں
 اس کا بھی تو درشتا وہ جوں چھاج میں مکا
 یا جوں ہوا میں تاریا یا تھال دھلے جوں پارا
 یا دریا میں جوں موئی یادیپ اندرھاری جوتی
 سوال :- آنال میں یونچہ دستا ہوں جو لک فہم ہے جہاں تھے
 سماں روپ تب میں وہی سروپ وہاں جوں نیرینیں نیریا جوں
 کھیر میں کھیر دوسرا پنا دستا نہیں سب سنا کار دستا۔ اس کا
 صہیت کھولو مجھ سمجھاؤ کر بولو ۔

مل ص جی گھر تما نامہ پاپ ۱۲۰۲ اضافہ ۳ اپس (اضافہ) ۳ ظہور اضافہ -
 ۳ میں دو ت خارج ۳ اس کا توں بھی درشتا ہوئے ۳ صحیح ۳ صحیح ۳ صحیح
 اع آکاس میانے ۔

جواب بہ توں اپس دیکھو۔ کیا جیسا توں سن نزکار ویسا تو اور
خوبے کہ توں نور منور اے عارف تو اس ہواۓ صفا میں مل
صفا ہوتا کی اس میں دوسرا رنگ نہیں دستا۔ جز ہواۓ صفا
تام ہمارے نظر میں آدے اور خود ہم ہوانا ہے۔ سب اس یک مشابہ
دیک کہ روشن ہو آدے ہچوں تخم جنکی درخاک باشد و در
ہنگام تخم از زمین خارج نماید، ہر جنس اپنے روپ سوں کوم جانا
و در ہنگام دعوپ کالا خاک درخاک نماید و تخم درخاک باشد
ہر جنس اپنے روپ سوں جو نیکی تو جز خاک لورے نظر میں نہ آسی
الا خاک تو در فہم دیکھو۔ کیا تخم سو خاک ہے نہ تخم نرالا وہم خاک
بھی نہ لالا۔ ولیکن دیکھن میں خاک میں خاک دستا و ہنگام پر
موں باہر آتا۔ تخم جنایا کہ درخاک منشہ و العیت تھا۔ یہی یہ مونہ
تخم مٹا پڑ ورز میں ہواۓ صفا دیکھو۔
سوال بہ۔

یو عقلت میری ٹوئی جی نظر ایسی پھوٹی

۱۔ تخم درخاک باشد اگرچہ خاکہ میں (انفافہ)
صل کیا جیسا توں ویسا وہ تو نہوے۔ صل جنادے و تاد رہنگام دعوپ کالا صل اگرچہ خاک میں
جوں کی تو جز خاک اور نظر میں نہ آے۔ صل دستا۔

یہ صد قتے مرشد چھوٹا
یہ کو ہار اندر ہارا توٹا

جواب:-
و خالی بیج نہ کج
جیسا حنالی پھول
یا دیکھن جیسا ڈھول
سوال:-

کہ میں منورِ روشن
اس ہوا صفت کا بتیج
و حلوۃ حنانہ کر
و صفا میں میرا لگھر
یہ میرے میرے پاس
مینج ستتر آنکے پاچھیں
میں بیچوں بیچوں لامکان
نہ مج پر کس کی سکت
میں ایسا اند کند
یوں دستا خاص انخاص
کہ دسرا کوئی ناٹا کیں
لاؤ صورۃ ولائشان
نہ منج کس کی ہے ہیبت
سب توئے بکار چھند
یہ میرے میرے پاس

جواب:- اے عارف!
یہ جیتیہ تیرے بول
یہ جیتا کیا عرض
اے پچھان اپنی غرض

مل کھوڑت پھوٹا۔
صد کوڑہ صد بیرا لگھر صد نکس کی و میری ہیبت۔

کے من عرف نفسہ۔ اے عارف ثبوت باید کرد فقد عرفہ ربہ کہ عذاء تعلیٰ
برکمال قدرت کہتا یہ کچی نظر کیا دھرتا دلیکن فہم نہ کنی کہ صحیح توں بھوپ
و بیچکونہ۔ قادر تو انہا ہر باب سکت دھرتا۔ ایسے نہ جان کر اپیں ستنتہ
دیکھتا۔ و بھوپ و بے چکونہ کہ اللہ تعالیٰ بھوپ و بیچکونہ اس کا عکس
و چھاؤں، سوتون کہ پرتو ذات باری تعالیٰ کا۔ اے عارف اجou
توں نور اس ہور صفا میں شریڈہ بہر عالم یہ جیتاں شاہدیاں
بڑھاریاں سو تیرا روپ اور سب عالم کا روپ وکل جمیع الارواح
دیکھ، بجھ میں اور اس میں کچھ لتفاوت ہے یا نہیں۔

سوال :- کل صفتاں خارج کیا تو سب پنج ذات دوسرے چھر نہیں دستا
جیوں کی ایک آگ بھوروپ سوں اما در صفات لتفاوت دلیکن ذات
در تیزی میں پنج چھر کا اس میں شک نہیں۔

جواب - اے عارف نہ فکر کر دیکھتا کہ یہ کل شاہدی کس تھے بار
ہوئی واس کا چکاں ہارا کون کی جس کا پرتبہ عالم کل۔
سوال :- سب پنج چھوٹے منج میں دوسرادستا نہیں۔

ڈ قدرت تا بیچکونہ موخر ہے
صل برکمال قادر سکت اسے رہتا۔ اس کے بعد عبارت مقدم ہو جز ہے تا نہ جان کر اپیں
ستنتہ دیکھتا و بھوپ و بے چکونہ کہتا۔ صل جہاں پارا۔

جواب:- تو تو ہے آشکارا کون کیا و جملہ عالم کوں۔
سوال:-

ذکرے کوئی آشکارا یہ سمجھیں سچ پھارا
سمجھیں ہوتا سمجھیں جاتا سچ ہمارا سھارا
جواب:- جہاں سچ تو کرنے کیا سچ اس کانانوں جے نزکار
پر کارا اس سچ میں جز محیط کے کنندہ پاشد۔ دیکھیا لوڑے فہم
مرشد سوں یو در حکم حکیمی کہ جز کنندہ سچ نہ ہو سی۔

سوال:- تو منحٹے تو سرا کوئی نہیں؟

جواب:- تو یہ سکت کیا تیری ہے۔ کیا چے تو کرے سو ہونہا رہے؟

سوال:- تو سچ میں کچھ کرنے نہیں صحیح تو سچ کا محیط میں دستا
ہوں اگر بیری کر لی نہ ہوئے ہور سچ بھی نہ ہوئے تو تسری کرتا
کون کہنا؟۔

جواب:- اے عارف! یوں اول فہم کر دیکھ کہ سچ میں کچھ نہیں
کرنے و نہ منع میں کہ تو مجرد بنیدہ۔ و کنندہ کسے دیکھ راست۔

سوال:- علم اليقین میں آتا۔ اما عین اليقین میں دستا نہیں کہ
قدرت پر نظر پڑتا ہے ولیکن ذات پر نہیں۔ یہ معملاں فکر میں خلا
میرا مجھ سخے دور ہوا۔ مقام حیرت کا آہ گھڑیا۔ میرا چارہ کچھ نہیں

حدیقت کا ادکھڑیا۔

جز دشگیری مرشد۔

جواب: کہ تو نور خود را یہ بیس کہ چہ نشان و صورت و ازادر اک دل خود را دید پس آں ذات منزہ بیچوں و بیچگونہ را چکونہ خواہی دید۔ پس آں ذات را برخود پہ بیس و در خود بیس کہ تو پر تو اوست ہمچوں در آئینہ رو نماید و توں آں روئے کہ در آئینہ است و رآنجا تو ہم محیط است و در آئینہ روے و از آئینہ ہر دو متصل و منفصل نماید ہمیوں نیمونہ خدار اور خود شناس کن۔

سوال: طالب اشتیاق را چند ان سرگردان کنی از کرم خود ایں بنا مارا۔

جواب: یہ چرا جب قدرت تیری ہوئے نہ ہوے۔

سوال: میں دیکھن ہارا، میری کچ قدرت مج پر نہ نہیں پہنام کیوں کہوں۔

جواب: میں کیا صحیح ذل میں تیرے آیا تو حق کوں پایا یقین و ایکا سوی۔

سوال: تحقیق آئی کی کوئی کنندہ اے۔

جواب: اے عبد شاہد تسلیم باش و ایں سخن تحقیق بشنو و اگر ارادہ

و طالب صحیح دل میں ...

خداے تعالیٰ و شفاعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ہوئے گا تو روزی گردندہیں
تو محال محال واللہ محال است کہ قوله تعالیٰ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مِنْ
اَحْبَبْتُ اَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مِنْ يَشَاءُ - اے عزیز نہیں جانتا کہ تجھے
ارادت کرہنا ہارا کون ہے۔ نظم:-

و مثاہد کس تھے دیکھتا تیرا جس تھے
وہ تج میں چیزیں ہارا کرتا سب سنکارا
و تج جگا دے و تج سلاوے - تیرا محیط و تج تھے منزہ اپنی
قدرت میں - آپیں اپے و جس تھے - توں دیکھتا آپ وہی جان
سکتا۔ نظم -

یہ شاہد یاں جس میں بارہ یہ سبھوں سرجن ہارہ
اس ہوائے صفا میں ظہور وہی اسی کا نور
قدرت سوں انکے کار اس ہوا کا بھی سرجن ہارہ
جیسا تیرا روپ ہے اس کا وسیع سروپ
وہ فہم کا بھتڑار اس قدرت انتہا پارہ
خداۓ تعالیٰ بذات خود روشن جوں دیوا، و تو نور بذات خود
چوں خانہ کہ خانہ جز جراغ روشن نہ دیکھ لاسی تو اے عارف! اگر اس
ہوائے صفا میں نظر کرے تو نہ آئے ولیکن فہم میں اپس میں دیکھ
صلی شفاعت محمد صلعم روزی ہوئے گا تو محال محال... حی تو فہمے لیکن نہ آئے -

چیز ناتھ کون کہ سب حجگ جس کا چیلہ مثلاً پانی میں جوں باوو لے
 پانی میں پانی دستا ولیکن باو نہیں وستا ولیکن باو اس پانی
 سوں ہے اما توں پر شناس ہے کہ جے دم پانی کا نہ ہوے اما باو کا
 صحیح یوں پانی سو صفا ہوا و ذات کرن ہاری محیط۔ اس ہوا سوں
 بھی ہوا کی آرسی تھے منزہ بھی۔ جوں باو پانی میں وباو نہ الابھی اس
 محال بیان کرنے نہیں آتا کہ گنگ ساز و زبان۔ ایں آں نشان است
 کہ قوله تعالیٰ و فی الْفَسْكُمْ افلا تبصرون۔ خداۓ تعالیٰ کوں اپ
 میں دیکھنا ہمچوں کہ آفتاب و بر آں نظر کر دن نتواند۔ از شعاع
 آفتاب یا ید کہ خود را پیش آب نہ دواز آب نظر کند برائے آنکہ قوله
 تعالیٰ نحن اقرب الیہ من جبل الورید و ہواے صفا کی بھی آرسی
 قدرت سوں بار کیا و قدرت اپس میں رکھیا و شاہد پر تو ذات کا
 عکس ہموں است بلکہ اوست کہ الانسان سری و اناسرہ کہ
 الانسان بیان زبہ و دیگر منقول خلق الانسان من صورت
 الرحمن ثابت شد کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ خداۓ
 تعالیٰ کہ ذات قدیمی اس قدیمی میں تھے قدرت، اصل قدرت
 و خدا جدائیست ایں ہمہ مخلوقات فعل قدرت است ولیکن آں

ص مرآں ص ۳ د در آن۔

قدرت نیست اول ذات خدا و بعدہ قدرت وآل قدرت که
 منی اوست و در خنداد در قدرت جاے میان ہر دو عشق پیدا
 شد۔ و عشق را جائے دریں جا میان ہر دو ہمچوں عشق بھلی و محبوں
 و عشق میان ہر دو بود و وصال ما بین بود و عشق در میان یک رنگی
 است نہ عشق خدا کا و نہ قدرت کا عجج حکمت نہ ذات کا و نہ صدقہ
 کا عشق شعلہ در میان جوں کی ہلد و چونہ۔ ان کے سیوک میں زنگ
 لال پیدا شد نہ تقسیم بھلی کی نہ اجیلی کی فضنا در میان ہر دو موقوف شد
 عشق مالک خدا کا و خدا را بندہ خود کر دو در کار دواں کر د۔ خدا کے
 تعالیٰ مالک ما و مالک خدا عشق است و عشق نطا ہر دو ہم باطن عشق
 مالک بر کمال قدرت میں تھے و خدا کے تعالیٰ میں تھے عشق نطا ہر کسی
 ہوا ہمچوں در میان چوہ بے آتش نطا ہر شد رہزے است کہ عشق اللہ
 عشق اللہ عشق اللہ۔ اے عارف! یہاں قلم شکستہ شد و ورق ہم
 سوزاں بود۔ شعینیدہ و گویندہ راجل نیست کہ مقام علوٰ اکیرا ایسی
 صفت سوں موصوف اس کا شاہد ہو یہ قدرت نج میں کج ہے تو سیں۔
 سوال ہے عا جز بندہ شاہد است و اصل شاہد عبد حق است اما
 یو شاہدی ذات میں فہم ہوئی و بعدہ پھیرتا آدے خدا ایسا حال

صل عشق را زیں جائے صل بند خود کر د صل یہ قدرت یہ کچھ ہے جس پس۔

کو ویصال۔

جواب پر خدا تعالیٰ کی ذات تحقیق اپس پر۔ یہ بعدہ تسلیم شود کہ ذات و پیہاں تیرا بھاو تا نہیں کہ دامنِ یک حال دوصل ہوئے مگر کوئی یک ساعت اگر اونچا ہر دام قراریت نہیں کہ صحبت وجود و عارف الوجود و چاروں وجود فدا عقل میں ہوتے ویکن ان قرار رکھیا ہے قدرت تھے اپنا بھاؤ تا نہیں مگر ارادہ پر خدائے تعالیٰ۔ اے شاہدِ بنده خدا کوں نہیں جانتا کہ تھے کیوں جگایا، مخفی کنج تھے جوں کی جلی ہے کاران تھے جن کے بغیر کفر نہ لگ سی۔ و قراریت نہیں کی ہوتیاں وکی جانتیاں جز کفر خاہر و پ نہیں۔ نہیں تو مخفی کنج میں پیہاں یہ کفر سو عارف الوجود و شاہدِ نور جن کی یہ معرفت پر تپو شاہدِ نور کا و شاہد پر تپو ذات کا و ذات حق تعالیٰ مقیم بر شاہد و در شاہد جملہ روح در صفا ہوا سے تھا۔

اس صفا میں کندن کر جھوڑیا جوں آسمان میں تارے یوں ہوا صفا میں سارے شاہد روشن عرفان تھے و عرفان عکس شاہد کا و شاہد عکس عرفان کا ایں دو آشکارا قادر ت تھے مثلہ شاہد جوں آرسی واقفی۔

بنده خدا تھے جانتا۔ و آرسی روح اس ہوا (اصافہ) صراحتگر کی دام صٹ تاکہ بجائے مگر صٹ مگر خدا تھیں جانتا کہ تجھے کیوں جگایا۔ صٹ جوں جنکی ہے کا راستی جن کے بغیر کفر نا لگ سی۔

ذارت و آفتاب کے شعاع تھے آرسی کا بنت کنارے ہوا و بنیج چلایا
 سو عارف الوجود تا وہ آرسی اپنی چھایا پر دیکھن ہارے تو شاہد
 آرسی کی روشنی ای آفتاب تھے آئینہ نہ ان پڑھاری اجت کوں کہ
 اجت در عالم کبیر است و آرسی در عالم صغیر است و صغیر عالم سو ہوا
 صفا و آپ صفائی نور و کبیر عالم کہ قدرت کمال در عین اليقین صغیر و
 کبیر یکے آست اما یہ ہوا آسمان وزمین کے میانہ، یہ ہوا اما و کچھ نہ کچھ
 و ہوا یے صفا نوراں ہوا مقیم۔

سوال:- اما و کیوں یہ ہوا درود ہوا دستے میں تو یک۔

جواب:- یہ جھوٹ و سب دستے میں بکار و لیکن ان پڑھائے ممنہ معلوم
 پڑھنا کہ جھوٹ تشبیہ جوں کی پانی و سراب یہ سب ما و دیکھ بھاؤ اندھار
 میں عالم پنے کے وقت آیا آرسی میں بار نماید۔ یہ انظر میں آتا سر کیاں
 انکھیاں سوں حاصل اما ہوئے صفا جزا دراک بالطفن نیا یہ ہوا
 کھٹا آکاس و پھٹا آکاس سب میں ہے اما و ہوا بے نہایت یہ ہوا
 اس صفا کے پیٹ میں وہ ہوا یے صفا نکتہ و یہ ہوا حرف نکتے
 کے پیٹ میں و نکتہ قلم میں بعضی قدرت میں جو نکتہ ہوا یے صفا کا

صل آئینہ - حد آرسی میں اپنی چھایا دیکھن ہارا - حد کبرا و صغرا - حد یک (ذریں)
 حد اکھت۔

باطن تھا آرسی میں تو اس ہوا کوں دخل ہوا و کشادگی آرسی
 منہ باطن تھا۔ یہ کشادگی تو دخل کیا و عالم کا عکس آرسی میں بیکھلا لایا
 و آرسی سو قدرت کا تشبیہ جان، تو اس قدرت میں ہوا صفا
 دیکھلایا شاہد نور کوں وجہ جان جہاں یاں کوں و عالم علوٰ اکبیرا و عالم
 باطن ان دو جہاں تھے جدا یعنی دین و دنیا تھے کفر و اسلام تھے،
 اما وہ وجود خدا کے تبارک و تعالیٰ کا واجب الوجود بقایا قدرت حقاً
 کہ واجب الوجود ذات کا کہ بیچوں و بیچکونہ ابتدا و انتہا ایں است
 اینجا ہمہ فانی نماید کہ کل شئیٰ ها لکٹ اکا وجہہ و دیگر منقول کہ کل
 مَنْ عَلِيهَا فَانْ وَيَقُولَ وَجْهِهِ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْكَرْمِ وَمَكْنُونٌ
 الوجود خدا کا وہ ہے کہ اس میں تھے حرکت قہرا و رطف پندیاں پر نازل
 ہوتا ہے۔ یہ صفتیں ممکن وجود و حیثیت الوجود اس قہرا و رطف کے درمیانی
 مقیم و عنی کہ وَاللَّهُ عَنِّيْ حَمِيدٌ وَعَارِفٌ الْوَجْدُ کہ سب چیزیں پر محیط
 دانا تر کہ ان اللہ علی کل شئیٰ علیم و بریں ہر چیز، وجود شاہد است
 و شاہد بر قدرت است۔ قدرت عکس شاہد کا، قدرت کا پار عارف الوجود
 لگ، و آں شاہدی خدا کی برہمہ شاہد اس جان خدا است کہ کلام ربیانی فلذ
 تیا سو من روح اللہ ایں چہار وجود ذاتی است و صفاتی بیان کنم۔

حد جہاں

جی کچھ بھوتا کار نظر میں آئے ظاہر کی جیتا سب واجب الوجود و مکن الوجود
جیتا سخول میں حتیں ایسا یعنی تمام تتو میں جملہ روح حرکت کرنہاری
سو خدا تعالیٰ کا مکن الوجود و ممتنع الوجود یہ جیتا حرکت ہو کرتے رار
پکڑنہارا ہے ایسا کچھ قرار عالم کا سو ممتنع الوجود اللہ کا وجلہ عالم کا
معرفت سو عارف الوجود و جملہ شاہرا ہمہ یک شاہدی خدا کی۔
واللہ عالم۔

سوال:- خدا کے تعالیٰ بمحض و پیغامبر کیا صورت دیکھنا اچھے؟
جواب:- خدا تیری نظر میں، و صورت قید میں، و معین میں آہما
نحوے اگر جیسا وہم کرے گا و تیراج وہم کا بارہ دستے گا۔ ولیکن وہ
سب وہم تھے کتنا ہے جان۔

سوال:- تو یہ حدیث کیوں کہ انَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ۔ یہ
سب صورتیں و خوبی و ہاں تھے بارہے کی اپس وہ جمیل ہے۔
جواب:- یہ صورتیں وہاں تھے بارہیں ولیکن وہ کسی صورت
جیسا نہوے جوں کی بیچ میں سچل و سخول و کانٹے سب بچ بیچ
تھے ہوا ولیکن بیچ اس ہوتے ایسا نہوے۔ اس چیزوں تھے
بیرون پ و کر روض پ بیچ کا تو سچول تھے اور نہیں و سب روپ

حدیث بن حارث کی یوں کہ

اسی کا ولیکن بیج سوں چھوٹوں اور چھوٹوں سوں بیج اس خاطر بے شبہ
و بے نمونہ جز انسان اور صورت نہیں کہ انسان کا صورت خدا کے
لطف تھے ہوا ہے تو منقول چنانکہ کہ خلقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صُورَةِ
الرَّحْمَانِ کہ رحمان کی صورت انسان ظاہر نمود جز صورت انسان دُمَّه
صورت رحمان کجا یا بد و تسلی نہ شود جز انسان کہ و بے شبہ و بے
نمونہ و گر صورت کند جز انسان دگر نیاشد لاش کرو اینجا یقین باید
کرنے ولیکن بذاته انسان یہ قدری رحمان۔ ایں درست نہ باشد کہ
خدا کے تعالیٰ بے ذات قدیم قائمُ است و انسان را تبدیلِ است
و خدا کے تعالیٰ بے صورت و گر صورت کند جز انسان دیگر نیست
و گرفہم کنیا ہمہ جہاں صورت خدا است ولیکن برہمہ صورت
افضل انسان است تا جز انسان خداشناس آں را دگر صورت
نیست لیکہ خلق آدم علی صورتِ اصلہ کہ بے شبہ و بے نمونہ چنانکہ
تمثیل اگر آسمان و زمین بیند گوید کہ قدرت است واگر شمس و
ماہ بیند گویند قدرت است۔ ایں چنیں ہر شے را ولیکن قدرت
تو یہ سخوے کہ قدرت منزہ ہے یہ تمام کام قدرت کا ہے ولیکن
قدرت نظر میں نہیں آتا، تو قدرت کا شناس فعل پر کہ قدرت

خدا کجا باید دید ص لاشکر ولاشبہ ص بے شبہ و بے نمونہ قولہ تعالیٰ۔

لامکاں و فعل بر مکاں نماید۔ دریں معنی فہم کن۔ صورت انسان
و رحمان۔

سوال: قدرت کس پر بارہ ہوا؟

جواب: نور پر، نور باطن کوں قدرت سوں ظاہر کیا۔ نور بے روپ
و قدرت سوں روپ۔ جز نور قدرت کا بارہیں۔ اگر نور نہیں تو قدرت
کس پر تصرف کرے؟ و صورت دیکھلاتے تو اس بوجھے کوں علم
ثلاشی لڑے کہ الشاش باخیر۔

سوال: علم ثلاشی کیا؟

جواب: بیکے خدا اے تعالیٰ دوم نور سوم قدرت ایں ثلاثة را علم
ثلاشی کوئید۔ در نزد حقائق ایں علم ثلاشی در ہرشے یا یہ شناس۔

سوال: نور کون؟

جواب: کہ نور بے روپ، معنی، باطن، فہم میں آتا، ولیکن نظر میں
نہیں دستا۔

سوال: و قدرت کون؟

جواب: کہ روپ ناون نشان کر دیکھاتا۔

اع جز نور... بارہیں۔ (ندارد) ۲۴ بوجھے۔ ۳۴ کہ (ندارد) ۲۴ ایں ثلاثة
علم ثلاشی کوئید۔

سوال:- خدا تعالیٰ کون؟

جواب:- دونھوں کو ظاہر کر دکھلایا سو خداد و نھوں کا کمزنا تو یہ علم
تلائی عارف را باید شناس درہر شے۔ اگر تمام نظریں یوں آؤے پس
درہر شے محیط اور انکا یہ۔

سوال:- ہر شے میں یہ علم تلاش کیوں روشن ہوئے؟
جواب:- نور باطن متحاقدرت سو، قدرت وہی جسے باطن کوں
ظاہر کر دکھلایا۔ جسے دستاناں روپ سوں، وہی قدرت، نور و
قدرت کو ظاہر کیتا کر نہار اسو خدا تشیہ۔ جوں سونا و سونا کرنے
سو نا سو اور و قدرت سو زیور ہے گوناگوں و کرنے میں ہو ریا ہوں
و یکھلایا سونے کا و کرنے سونے پر بار ہوا سونے کا روپ ہوا یا و سے
میں سوچے، قدرت اگر کرنے نہیں تو سونا بے روپ باطن متحا کرنے
تھے ظاہر ہوا و ظاہر روپ سو قدرت نہیں تو سونے کوں سونا کیا
چڑ روپ سونا و کرتوت کو ملائے بالکیسا سو گھر نہار الٰہ علامہ میر قدرت
باطن نور و محیط ذات باقدرت باری تعالیٰ کہ بہر دو و گر نور نہیں
تو قدرت کا ہے پر بار تمثیل۔ علم نہیں تو عالم کیا؟ جوہر نہیں عرضی

صل دسٹے میں آیا اسے سوچیں۔

اع عارف را باید شناس تساوی ہر شے میں یہ علم تلاش (ذارو ہمہ و امر و کہ ہو گیا ہے)

(ع کو ذمارد)

فِصَارَ لِمُوكَ نَهْيَنْ يَادِسْتَاهَ كِيَا؟ مَالَ هَيْنَ خَرْجَ كِهَا؟ تَوْيَوْنَ تَنَامَ عَالِمَ
 نُورَ سَعْيَا قَدِيمَ وَتَأْوِلَ تَأْوِلَ وَرَوْبَ رَوْبَ رَوْبَ هَوَا سَعْيَا قَدِيرَتَ وَدَوْخُوكَرَانَا
 سَوْخَدَائِيْ تَعَالَى۔ اَنْ دَوْتَخَيْ تَيْمَرَے کا پَچَهَانَ کَعْلَمَ الْيَقِينَ تَخَيْ عَيْنَ
 الْيَقِينَ ہے تو خَدَانَطَا ہَرَبَا قَدِيرَتَ، وَخَدَانَاطَنَ بَانَورَعَجَبَ حَكْمَتَ اَحْكَامَ الْجَهَنَّمَ۔
 سَوْالِیْ بَهْ خَدَائِيْ تَعَالَى کَادِيدَارَ جَاهَنَّمَ ہے کَمْ دِيْكَھَنَا؟
 جَهَنَّمَ؟ اَسْنَجَا دَوْقَومَ اَنَدَ وَرَوْدَهَمَ کَرْفَتَهَ اَنَدَ وَبَعْضَیَ کَسَانَ یَکَ مَحِیَ گُوْنِیْہَ
 خَدَائِيْ تَعَالَى رَادِیدَلَیْ جَاهَنَّمَ بَیْسَتَ وَبَعْضَیَ کَسَانَ مَحِیَ گُوْنِیْدَ کَهْ جَاهَنَّمَ اَسَتَ
 اِثْیَانَ ہَرَدَوَرَاسَتَ ہَمَ مَحِیَ گُوْنِیْدَ وَدَدَ فَکَرَ دِیْگَرَے بَرَ ہَرَدَوَخَطَلَلَازَمَ آیَدَ
 کَهْ اِثْیَانَ مَحِیَ گُوْنِیْدَ کَهْ خَدَائِيْ تَعَالَى بَے شَبَیْہَ وَبَے مَنُونَہَ۔ لَاقِیدَ،
 اَگَرَ صَوْرَتَ وَقِیدَ مِنْ آیَا تَوْمَخَلَوْقَ ہَوَا تَوَاسَ کَبِھِیَ کَرْنَهَارَا خَیْرَنَیَّةَ
 کَوْنِیَ ہے کَهْ نَظَرَ کَلِّ قَيْدَ مِنْ آیَا اَگَرَ صَوْرَتَ ہے تو تَبَدِیْلَ ہے کَهْ صَوْرَتَ
 قَدِيرَتَ مِنْ سَپِرَیَا قَيْدَ مَنَهَ آیَا کِیَا تو یَهْ نَظَرَانَپَرَیَنَ پَارَیَ ہَوَنَیَ ذَاتَ
 کَوْنَ، تو خَدَائِيْ تَعَالَى بَے نَهَایَتَ کِیَا؟ چَبِیْوَسَیَّ کَیَ نَظَرَ مِنْ درِیَا سَمَانَ
 پَارَیَ ہے۔ اَلَمَکَانَ قَدِيرَتَ پَرَتَخَیْ دَلَ سَوْنَ اَنْپَرَنَا ہے نَہْ کَمْ صَوْرَتَ
 وَشَكَلَ وَبَعْضَیَ کَہْتَے سَرَکَیَا انْجَھِیَا سَوْنَ دِیْکَھِیں کَے یَکَشَتَ سَوْنَ صَوْرَتَ

وَمَنْكِلَا ۲۱ ص ۲۱ بعض تابعیت کہتے کہ (اصافہ) ص ۲ کہاں؟
 اع نہ چبیو سی ۲۱ و بعیت کہتے کہ تابعیت کہتے کہ (مدارو)

شکل سوں و بعضے کہتے ہیں کہ چنانکہ در دنیا ہم میں طرق در آخرت
 عین اليقین در دل پیدا شود چوں کے اپنا روح اپس کو دیکھنے کا نجع
 آرزو ہے کہ روح بے صورت دل کے علم سوں جانتا ہے و اگر روح
 اپس تھے خیریہ کر دیکھنے کی توجہ روح نہ ہوئی یوں اللہ تعالیٰ کا ذات
 کل صفات سوں موصوف ہے۔ جو نکے تن میں روح اپس سوے یا طرف
 ہوا تو بیکھا ہستی لازم و بیکھا نیستی و خدائے تعالیٰ بیکھا ہست و بیکھا نیست
 آں دو باتاں تھے منزہ ہے۔ پر اُسے آں قید کر دن نہ تو اندر۔ اليقین بدل
 سوں خدا ناہبٰت ہے۔ ایشان ایں چیزیں گویند۔ یہ قوم، یہ اپنے وہم
 پر یوکی ولیکن کمال قدرت را ندانند و بعضی کہتے کہ دیکھنا ہے۔
 سر کیاں انکھیاں سوں یک شے کا صورت شکل سوں خدائے تعالیٰ قادر
 ہے۔ بے شبہ و بے نمونہ حقیق ہو رہا سی کا قول کہ قال اللہ تعالیٰ:
 وَجْهُهُ يَوْمَئِنْ لِنَاظِرٍ إِلَى رُبِّهَا نَاظِرٌ^۵ پس کیا عجیب کہ اپس
 میں صورت ہو دیکھایا کہ تو قادر تو اناسکتا ان دیکھلاوں کا کہیا
 ہے۔ آخرت کوں دیکھائے گا۔ ان کا اليقین یوں ہی سوئے و طرف
 ہوتا ہے کہ کلام ربیانی ہے۔ و بعضی کہتے کہ سوے و طرف دل کے

صراحتاً لازم آید۔
 اع دیکھن یہ قوم بھی۔

فہم سوں ہے۔ پس نزد عارفان و محققان ایں ہر دو کمال قدر
 را نہ انسندا کہ یہ ہر یکے اپنی اپنی فہم سوں پکڑتے ولیکن
 اس کا خواست نہ جانتے و در کلام سوے طرف می فسراید
 کوئی سیر کیاں انکھیاں سوں کوئی دل سوں اور اے کلام
 معاکرہ قول علیہ السلام القرآن علی ادبتہ وجہہ
 العبادات والاشادات والحقائق واللطائف العبادات
 للعواجم والاشادات للخواص والحقائق الاولیاً و
 الطیفین الانبیاء لا نبیاء واللطائف المعارفین ۵
 ولیکن فہم خاصائش نہ یوں دم زدنی ہے نہ وادن و کر کے تو
 صورت دیکھ لادے و گرنہ تو دوسرے کا کیا مجال۔ درمیانی
 کے سب صورتائیں اس تھے بارے کلیاں کوں جن روپ کر
 دیکھ لایا پس کیا عجب اپنی قدرت سوں یک تناکھڑا کے

صل خواص۔

اع۔ انکھیاں سوں (ندارو) ۲۴ معاہے۔ ۳۴ قول تعالیٰ قول علی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

تو آں روز و گر خواہد تا امر روز کہ قادر تو انہی ہے من کان
 فی هذہ اعماق مفہوم فی الآخرت اعماق داصل
 السبیلا اصل مقصود اول اندھلا وہی، کی جس کے
 یقین میں شک اچھے کہ خدا کی ہستی میں گمان دھرتا۔
 بر قدرت نہ شناسد۔ پس جوں کی اعماق کہ شناس حق
 تعالیٰ پر یقین باید در دل و کر سکے تو عورت بھی یک اپنی
 قدرت سوں با وجود کرد یکھلائے درمیانہ کہنے کے
 کیا زہرہ ہوئے کہ یک اپنا امر کا قطعہ ظاہر کرد یکھلایا
 ہوئے و گر تمام بذاتہ اپیں وہی وہی ہے کہیں گے تو نخوے
 کہ با قدرت سوں یک وجود کرد یکھلایا۔

سوال :- ہور متصل میں منفصل کیوں؟

ٹ۔ رکتا۔

حل۔ درمیان کس کا کیا زہرہ ہوئے۔

ت۔ ولیکن یکھلانے ہارا منزہ لامثال و در قدرت خواست مثل نمونہ نہود
 با کمال قدرت خود ذات وہی کر بھی نہ کھیا جائے و نخوے کر بھی نہ کھیا جائے اپیں
 (باقی برصغیر)

جواب:- جوں تن میں جیوں، یا خوشبوئی جوں پھول میں؟ -

سوال:- خدا کے تعالیٰ ایک اچھے سب میں کیوں؟ -

جواب:- جوں ہمیں اپنے اعضا اپنے پریک آپی محیط -

سوال:- پچ سب میں کیوں؟

(باقیہ سلسلہ حدائق)

اپنی قدرت سوں اپاں دیکھلایا پس دریں اشارت بر ہر دو قوم خطا لازم آید ک بعضی گویند صحیح است و بعضی گویند نہ اینجا اثبات و نفی را جانبنا شند ہے تو ایسا جز خلاصہ جز عارفان بناسند برائے آں ہر دو قوم کمال قدرت را نہ آندہ راست ناید و کمال قدرت نہ یوں وہم پکڑ دیا جائے نہ واوں چوں و چرا نباید کہ فہم ایشان درمیاں نہ گنجد و عارفان را ایں محال است البجز عن درک الا درک

سوال:- خدا کے تعالیٰ محیط کیوں کہ ان اللہ بکل شئی محیط - "جواب" دو طریق محیط بدآں یکے مفصل ہو کر متصل دوم متصل ہو کر مفصل = سوال = مفصل متصل کیوں = جواب = جوں آرسی میں موس تیوں اس صورت کا محیط اپس یا جوں آفتا بکل چراغ خانے میں تیزی دکھلایا -

جواب:-

جوں یک اندر ہمارے ٹھاڑیک بھانڈا لیا سنوار
اس بھیتر باقی یک کروڑوں لاکھوں دیکھ
یہ سب میں ویسے محیطین دیوا تو اپیت
یا کھٹہ جوں بھانڈ سے سارا یک ارجت لاکھوں ٹھاڑ
سوال:- خدا کے تعالیٰ اپنی قدرت میں محیط کیوں؟

جواب:- جوں ہمیں اپنی معرفت میں۔

سوال:- ہماری روح میں کیوں محیط؟

جواب:- جوں ہمیں اپنے نفس میں محیط کر ہم عرف نفسہ
فقد عرف ربہ خدا کے تعالیٰ منفصل و متصل، باہمہ و بے
ہمہ ہمچور روح باوجود ولیکن روح مخلوق است۔ قید میں
آیا۔ سو کہ دو کھکے کے لایق ولیکن خدا کے تعالیٰ، غیر مخلوق
است، لا قید، کہ ہمہ در قید اونست۔ در وے
تغیر و تحلک و تبدل نیست۔

سوال:- خدا ہے تعالیٰ ہر شے را برقناہ ایشان عقوبت کند و
در دوزخ بسوزد، وگر دوزخ گناہ کند بعدہ دوزخ
را چہ گونہ دوزخ دهد، ہیچ عقوبہ تے است یا نہ کہ دوزخ

خود عقوبت است۔

جواب :- دوزخ از هم عقوبی است که از آتش دوزخ
آتش عشق زیادت است که اگر خدا تعالیٰ خواهد دوزخ
را دوزخ دهد۔ کسی عاشق رادر دوزخ اندازد که دوزخ
از آتش عشق طاقت نیارد۔ واللہ اعلم۔

سوال :- روح کون اور امر کون؟ کچھ تفاوت ہے یا نہیں؟
جواب :- این جملہ روحانیاں امر خدا کا۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّیْ وَ لَیْكُنْ رَمْزٌ مَّا اَنْتَ مُعْلِمٌ
مقصود و امر باقی ذات سوں نہ کی امر میں تکرار نہیں کہ
کن فیکوں یہ امراض قدیمی سوں باقی تھا و بارہوا
جملہ روحان کا اصل ہونا امر تھے ہے اس سبب منقول
کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بَدَأَ کہ ایں ہمہ روح
بہانیاں پہنچاں۔ خدائے تعالیٰ کے دل میں تھا و
آش کارا ہوا نفس تھے کہ امرا اللہ تعالیٰ تعلم ما فی
نفسی و لَا اعلم ما فی نفس اٹ خدا تعالیٰ دور روح دارد
یکے روح مقیم دوم روح جاری و سفلی روح الجاری یعنی
نفس خدا و مقیم روح علوی آل دلے خدائے تعالیٰ کہ
صل دوزخ را ہم دوزخ دیکے

هوالطیف الخبیر و دگر که علیم و حکیم و قدرت سوں
خصالت چہار نفس سوں -

سوال:- آس نفس کدام کدام ؟

جواب:- امارہ ، لواحہ ، مطمئنہ و ملہمہ
ولنفس امارہ مخلوق کا کرنہا رازنگ پر رنگ و ڈراہنا را کہ
اللّهُ وَاحْدُ الْقَهَّارٌ - ولنفس لواحہ پرست پاک کرنہا را
تمام جیوں کا یعنی بھاہبائی و چیخت کرتا و امید دکھلاتا کہ
وَلَا تَقْنُطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّهِ وَمِطْمَئِنَةِ صابر، کی خدا تعالیٰ
عبور کہ ان اللہ مع الصابرین و ملہمہ شاکر کہ اللہ تعالیٰ
ایں شکور ہے کہ قوله تعالیٰ - إِعْمَلُوا آلَ دَاءِ
شکرًا وَ قَلِيلًا مِنْ عبادی الشکور -

وفدائے تعالیٰ ہر باب سکتا ، جانتا و بھوگتا ، چنانچہ فرمان
از دیوان کہ خدا کرتا قدرت کی ان کوں و بھوکتا روح کی
سن کوں و چانتا نور کے انکوں - خداۓ تعالیٰ کا وجود نور کا
واعضا کل روح کا و محیطی ذات کا و راحت قدرت کا
داین روح انسانی پر تو ذات کا یہ نور شاہد کوں چار و وجود

حتا نفسها چہار آفرید - ص ۲ یعنی چیخت و بھاہبائی کرتا حصہ ان کوں
ل جتن کرتا - حصہ کل (ندارو) حصہ محیط فر رہان حصہ رہات -

تھے خارج، آن روح عکس ذات کا پیدا ہوا یہی روح
آدم کا اسے فرمان ہوا کہ دخل کرو جو دمیں، پس جونگی دخل
کر دا یعنی عکس پر تیو حق دیدہ و سجدہ برآورده انند۔ این
عکس چراشد کہ خاک کی آرسی میں پر چھایا ذات کا نظر پڑیا
وہ ذات حق جوں تیوں مقیم و تبدیل عکس کوں نہ کہ
ذات کوں،

سوالی :- یعنی آرسی اس صحبت میں آرسی یہ جدا، عکس ہوا دا گر
آرسی گذریا تو ذات میں ذات مل گیا۔

جواب :- یہ خاکی وجود اتنا چہ آرسی مخوبے مگر یہ چار و وجود
ملائکر آرسی ہے۔ و اصل آئینہ عارف الوجود کے جز آئینہ
معرفت ہوا آئینہ نہیں جو لک جان پنا ہے تو لک عکس صحیح۔

سوال :- یہ تن گیا تو جان پنا کیوں رہے؟

جواب :- روح کے مرکب کے برابر اصل وجود باقی سو وہی مرکب
وہ مسکن الوجود۔ کون کی وقت ہے کہ وقتی درسیری و طیری
بیرون نماید، پھوں عکس ایں جسے داصل قدیمی آن وجود
روحانی۔ وہ کون وجود کی وقت میثاق کا و این خاکی
اعضارا ہمہ حرکت ازا اعضاء آں اعضاء فهم است۔ از

ف ایں عکس ذات در وجود خاکی منود بعدہ فرمان شد کہ اسجد دا آدم تا جلد ملائیکاں
حق دید۔ ت لفظ تن ندارد صل عکس پنا۔

اعضائے آن ایں اعضاً سے خاکی حرکت کنند و طامیکاں
راہم خاکی وجود نیست، اما وجود نورانی۔ اس میں شک
ہنیں۔ ہاتھ، پاؤں و سیر، سنتے و دیکھتے برتن ہارے
ہیں۔ جو نکی ہمیں حال ایساں جوں اوس خاکی تن تھے ہلکا۔
اس مرکب کے ساری تھے ہنیں تو جوں بھیتر و خوف و رجا،
بندگی و طاعت، امر و نہی، نبی و قرآن، اس پر ہی، نہ کہ
برخاک وجود یہ وجود خاکی یک برقا ہے۔ یہ تن یک موس
ہے اس میں جیورس اُوت کر لیا۔

سوال:- موس یک ہے یادو۔؟

جواب:- موس یک۔

سوال:- کافرا و زسلمان سمجھ کیوں؟

جواب:- یہ تن موس کا کن کیسری و خصلت سوا صل موس و
تن میں کی۔ اس جیورس جوں اوٹیا کیا وہی پرت بنب لیے
کھڑا رہیا۔ خصلت تھے کوتا و خصلت تھے پیلی۔

سوال:- رس تو سمجھ؟

جواب:- صحیح فعل پر تفاوت جانو۔ پانی یک اما خصلت، جیسے
کی صحبت، وہی کہیں کھٹا کہیں مٹھا، کہیں کڑوا، کہیں زہر
ل۔ برقہ پر صد اس خصلت صد خصلت وہی

کہیں انہر ت، کہیں کافرو مسلمان، زاہد و فاسق، نٹ کھٹ،
چور، ساؤ۔

سوال:- یہ بول کس سیر؟

جواب:- بندے کے سیر۔

سوال:- کیا اس بغیر ذرہ کا حرکت ہنس۔ پس اس کا کیا چارا جوں
خاصیت دیا، یہوں؟

جواب:- فعل مختار کیا کہ سننا و دیکھنا، بحلا بر اسب دیکھلادیا
و تجھے اختیار دے دیا۔ تقصیر اپنائی سمجھا ہنسیں و خدا تعالیٰ
النصاف ظلم تھے منزہ، کچھ اپیں بندیاں بھی ہنسیں چھپا یا
یک بی قرآن بیحیج دیا کی غیر حق بحلا بر اپ بچھانے۔

سوال:- تو قدیم لکھیا ہو یگا سوچ ہو یگا قوله تعالیٰ۔ قل
لئن پصیبُنا الاما کتب اللہ لنا۔

جواب:- قدیم لیکھنا تھے کیوں معلوم پڑے کی یو نج تھا؟

سوال:- معلوم پڑتا ہے کہ اس کی رضا بغیر ذرہ کا حرکت
ہنسیں۔ جسے کچھ ہمارے دل میں آؤتا سو اسی کا قدیم
بھاؤتا۔ خواہ خیر خواہ شرکت مامن دا بته الا ہو
و دگر منقول کہ قل کل مِن عند الله۔

جواب:- تو پس جے کچھ تیرا نفس کا بھاوتا سو خدا کا لکھیا آتاں
لکھیا سو تیرے ہا تھے میں سپنگریا، کچھ باقی نہیں، جے کچھ تیرا
بھاوتا سوچ لکھیا۔

سوال:- نہ ہوتا مستقبیں باقی سب کیوں سپنگریا۔ امادلی جے
کچھ حکمت مجھ تھے سو خدا تھے میں درمیانے کچھ فعل میں
نہیں کروال قادر خیر و شر من اللہ تعالیٰ۔

جواب:- ہونا موقوف صحیح۔ ویکن تیرا نفس کا بکار سب اسی تھے
و نجیس حال سب وہی بر تاکر جانتا پس یہ فرمان کیا کہ
إِذَا هُنَدْنَا هُنَدْنَاهُ الْمُبِيِّلُ امَا شَاكِرًا وَ امَا كَفُورًا۔
سوال:- یہاں ادب ویکن اعتقادات من ہمیں است کہ مہدی
من دشاء و دُبُّنِ دُلَّ من دشاء کہ دونرخ ڈبہشت بھرنا
قدِیم پارت تھا یہ ازمل ازلی یوچ تھا۔

جواب:- اے عارف! اصل اعتقاد تیرا اس میں بازی لگھڑیا
پس ادب کیا الاعمال بالذیافت۔ پس ادب میں یوں
دستاکی خطا پس تھی ویکن درمیانے خدائے تعالیٰ
رانٹا لم ساخت۔ استغفار للہ العظیم۔

صارِ جب قدمیات ہے۔

سوال : مظلوم کیوں کہنا ؟

جواب :- کہ نیک و بد کرہارا آپسیں و بندیاں پر چوک لاذب دیتا۔ اس تھے اور ظلم کیا۔ خدا پاک ظلم تھے کہ قویٰ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة۔

سوال :- ظلم نہیں کہ ظالم دوسرے کی ضمیر پر آتا تھا۔ خدا تعالیٰ واکسے شریک نیست کہ ہمہ بندگان است و خود بندیاں را ہرچہ خواہد، آں کند۔ مثلكہ، گریبان، پیرہن خود بست خود برید اینجا چہ ظلم؟

جواب :- اسے عارف! خدا لا شریک۔ اما اسے شریک سو بندھوچ کیا و شریک وس باب کے یعنی من بندہ خدا یعنی خدا کے انصاف و بے انصاف قدرت بر خود بندہ را شاہد کر دکہ تو توں فکر کر دیکھو۔ یہ جھل نقصانی اپنی چھوڑ کے انصاف ہے باقی۔ یہ کلامِ ربانی طیب ہے۔ جز مرشد ترکیب نہیں۔ یک آیت پکڑے تو یک آیت منسون دیکھلاتا۔ اس سبب مرشد لوڑے جے راہ دیکھلاوے داس و فعل عبودیت دربو بیت پکچانے جاویں خدا

تھے کی خدا کے فعل و بندہ کے سبب سوں کرتا گیوں
سب تھے الا وہ کیوں کعالم الغیب والشهادۃ۔
سوال:- یہ طاقت مجھ میں نہیں جے کچھ ماضی و حال و مستقبل
سب اس تھے دہی جانے۔ لکھیا سوچو گتا نہیں۔ جے تھم
پیر یا سوبار آویکا درمیان کچھ چارا نہیں۔

جواب:- جس وقت لکھیا سوچے معلوم نہیں صاحب نہ
جانے کہ ایتال کیا لکھے اگر سکے تمام لیکھیا سوچو کرے
کہ قوله تعالیٰ۔ لکل اجل فکتاب ویحوا اللہ، من
یشا ویشت۔

سوال:- اگر صد بار لیکھے اور پونچھے تو یو جھی قدیم قلم پھیس ریا تھا
جواب:- اے عارف اخدا کے ویترے درمیان پتہ نہیں بار
کا حجاب ہوا و نصیب کرہنارے کوں پکڑ بن جانے کہ
کیا کرے کی اس پتہ میں قدرت تو نہیں سینہ طرے خدا کی
کرنی تو باقی ہے۔

سوال:- صحیح ولیکن اس کی کرنی باقی ہے ولیکن اس کی فہم ایسا
نہیں گمان جے کچھ آنکے کا سب و ما ضنی گذر یا سو و حال

لچوک گ صاحبی و ف یہ پدر
صل صاحبی ص بھر یا تھا

کرتا سو سب جاں کر کچ بار قلم پھیریا۔ دوسری بار
کا کچھ حاجت نہیں۔

جواب:- یہ صحیح ووگر لوڑ سے تو اوس کی فہم قدیم کو تیری مہر چلے گی
اس باب کہ قوله تعالیٰ یف حل، اللہ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ
ما یُرِيدُ۔

سوال:- نہ چل سے، ولیکن جس کچھ حکم کرے گا سو قدیم نو شتم
و صحیح کرے گا۔

جواب:- تو یہ بھاؤ تا چھوڑ وایکان حال خدا پر لیا و۔ وجہ کچھ کیا
اس پر بھی صحیح اگر توڑ کرے جس کچھ وہ بھی کرے صحیح۔

سوال:- تو یہ بھاؤ نا کیا کچھ مجھے تے ہے؟

جواب:- لاش تھ تھ تھ۔

سوال:- تو شریک ہوا۔

جواب:- یہ شریک نہوے کہ من بندہ خدا یم۔ پس یہاں کیا شریک؟

سوال:- کرنے میں کی میں یک کرتا ہوں۔

جواب:- اے عارف! سبب یو تھا، میں کرتا نہ کہتا کہ فرصت خدا
کا تھ میں سے وہ توں بھی خدا تھے ولیکن حال تیرا کام آیتاں

ل۔ پلے توں دے یہ توں بھاؤ چھوڑ دے وہ بھی کرے (ذدار) تھ تیرے
صد نہ چلتے۔ صد کرتا کہتا۔

وَنِسْسٌ كُرْتَا، امَا فَرَصْتَ اسْ كِي جَاهِ شَئْ كُول دِلِيْكِنْ حَال
نَجِيْسٌ كُهْنَا۔ يَهْ تَوْگَنَاه کِي بَنِي هَارَسْ پَر۔ فَرَمَانْ قَوْلَهْ تَعَالَى
تَعْلَمُ وَمَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ وَمَا فِي نَفْسِكَ۔

بندے کے فعل باریں اس تھے و بندے کے فعلوں میں
محیط ہے۔ دلیکن حال کرتوت میں تیرے ہنس داس
تھے منزہ جان۔ فرمان ہوتا ہے کہ۔ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ
رُوحِي وَجَعَلَ السَّمَاعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ
قَدِيلَةً أَمَا تَشَكَّرُونَ کہ سننا و دیکھنا دیا و علم و عقل
دیا کہ فرصت دے چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہاتھ و پاؤں وہہ
اعضا تیرے بھاوے تے میں کر دیا ہے اگر اسکھتے یا بیستے یا چلتے
ہلتے، کیا فرصت چھنیا ہے کہ اس کی رضا بغير ذر احرکت
ہنس۔ سبب کہ سب دادا ہلی، اگر پلک زدنی میں ہر عالم
کی فرصت چھینے و دے سکے یوں سبب یہ کی اس بغير
ذرہ کی حرکت ہنس کہ سمیع و بصیر اس کا اگر جائے تو تیرے
کئے تھے کیا اُسے دلیکن سب حوالہ تیرے کیا ہے۔

سوال: معا پڑتا نہ یوں کھیا جائے نہ کچ اتنا کریں شریک
نکل آتا۔

ل و ص ل کر تا کہتا ہے ہوا کہ۔ دل اک سب (ندارد) اگر پلک زدی ٹھکھتے
صل اٹھے یا بیسے ڈاہے یا چھٹے صل ذرہ کا۔

جواب:- تو توں کچ درمیان آفرینیش میں ہے یا نہیں سب
وہی وہ ہے۔

سوال:- استغفار اللہ العظیم کہ بندہ ضعیف، بے طاقت ہے
خود، غریب کہ آفرینیش اورست۔

جواب:- توں بندہ خدا تھے تو فعل تیرے، مقدار تیری، وہ بھی
خدا تھے۔ جسے تیری طاقت میں آتا و کار کمال قدرت غالب
آں خداست و نہ بینی کہ در کار دنیا نفسانی جہد کوشش
تمہیر قوی دیکھلاتا و در کار خدامی یعنی کاملی می کندا صاف

نہ شوی در خود۔

سوال:- کی سب دل فیض خدا است، جیوں پھرا تائیوں پھیرتا
خواہ مجازی خواہ دینی۔

جواب:- اے سائل! یہ جہلات نفسانی چھوڑ۔ یہ بھاؤ تا تیرا
کی بچے ارشاد نہیں و تدیم ہنس۔ قوله تعالیٰ یا مردن
بالمعرفة و ينہون عن النکر۔

سوال:- یہ بھاؤ تا، میرا سی کا بھاؤ تا۔ اگر پھر اے گا تو پھرے گا

جواب:- اے نادان بھاؤ تا خدا کا کلام و بنی و یہ بھاؤ تا نفسانی

دل خدامی (ندارو) قبض تک دنیاں مل جتھ تھے۔
صلی در قبض خداست

تعلق شیطانی کہ سجدہ آدم رانہ کند براۓ آں لایق عقوبت
گردانید تسلیم پا یہ۔ اے عابد! اپنے کام میں دیکھو۔

وقتے زحمت افتادی۔ اس وقت نفس تیرا چند بار کیا
کیا چیز منگتا و تا سب رد کرتا و انجھ طبیب فرمود برو کار کند
کہ داروں سے تلخ و طعام بے مزہ بر خود اختیار کر دی وہاں
ہمیں کہتا کی خدا کا بھاو تایو پنج ہے و پر ہمیں نگاہ رکھتا
و اگر کہے گا کہ کچھ نہو سے و اختیار ہر کیچھ چیز کرنے سکا
و خورد ہلاک شود دریں باب شک نیست و اگر نادر کے
زہر کھائیں تیرے و ابسرت پیئیں میرے یو کام کثرت
پر ہمیں کہ النادر کا المعدوم کہ خداوندی خود منور یہاں
اپنے کام غالب دیکھا یا۔ ولیکن تدبیر منع ہمیں۔

سوال :- کیا تدبیر تھے تقدیر چوکتا؟

جواب :- تقدیر آسمانی۔ وہاں تیرا کیا چارہ۔ اما تیرے ہاتھ
کی تقدیر چوکتا۔

سوال :- میرے ہاتھ تقدیر کیا۔ مرنے جیونے کی آئھے۔

لے نہ کرد میں کبی تیر پہنچ کی ادر کھائے گا تو کی امریت تقدیر و کچے
تک کیا تقدیر جیونے مرنے کی ہے۔

صٹ طعام بے نہ کی و بے مزہ ہر کیچھ چیز کا کرے گا اور کھتا تو اوندو ہلاک شود
و اگر نادر ہمیں کی زہر کھائیں و امرت کھائیں میرے دامت پیئیں میں مرے یکام
کثرت پر ہمیں صٹ دیکھلاتا ہے۔ میرے ہاتھ کیا۔

جواب:- اے نادان! بولنے میں بے ادبی ہے۔ سمجھ ارشاد نہیں
لیتا یتیرے ہا تھ مر نے کی تدبیر ہے و اگر فرمودگی سوں
رہے تو جیونے کی بھی ہے۔

سوال:- کہو جنا و۔

جواب:- زہر کھاؤ، موت ہے، و اگر کارد در شکم زند موت ہے
و اگر در آتش انداز دموت ہے۔ بدیں سبب چندیں

نمودہ است ۴

سوال:- اگر قسمت و تقدیر اچھیگا تو وحیج دل میں آوے گا
چوک نہیں، یہاں کیا ستم گاری ہے۔

جواب:- ہموں حال خبر نہیں۔

سوال:- اگر تقدیر باشد ہموں طریق بمیرد تو تو یسا سبب گھر کے
جواب:- کہ نہ آن کام میں زیان دستا ہے بب یہاں تھے
کیچھیج لیتا ہے و خود رانگاہ دار دکی جانتا کی زبان اپنے گا

سوال:- جیسے یوں بھی بوڑی چلتا ہے اس تھے ایسا بھی سبب
گھرتا ہے ستم گاری کیا ہے؟

جواب:- ستم گاری یہ ہے کہ جے کچھ لیکھیا سوچو کتا نہیں
ل سمجھا و د فہمت اچھے کا تو او ت عل حلا چرانڈنی نک کہ آن کام میں یاں
ترت دستا ہے نک بخے کچھ قدیم۔
اما سمجھا و۔ عل زیان نوٹ دستا ہے۔

اگر کہتا تو یہ تدبیر تیرے ہات ہے آزمادیکھ۔

سوال : اگر کھے ذرا متغیر نہ ہوئے تو ؟

جواب : - یہ کام نادر پھوں ابرا ہیم خلیل اللہ در آتش و
یوسف در چاہ و یونس در ظلمات - یہ فرصت اللہ
تعالیٰ پر موقوف ہے اما لاکھوں میں ایک ولیکن بر
ہمہ کس واجب نیا یہ - یہاں نصیب کیا آزماؤنا کہ
اک جالن ہارے و آپیں جلنہارا - یہاں نصیب کیا
آزماؤنا - حق بجانا خدا سمجھ دیکھ اپنے کام نفسانی
میں بھاؤتا توڑ کر اختیار کرتا و جہد کو شش رکھتا
پس چرا در کار خدا ترک گیری جے کچ کام ربانی تو
موقوف پر بھاؤتا و جے کچ کام نفسانی فرصت سوں
کرتا اے بندہ اللہ تعالیٰ بر نیک و بدتراء فرصة دادہ
است جہد کر، اگر جہد خود کریں، بورا اور بورا کریں -
خوب یوں تو نہیں - جزاک اللہ ولیکن یہری اختیاری
جی پیلاڑ دیسے تو پس ہونہارے پر کھال یہ

کام سمجھے (بجائے پر کے) موقوف ہے ملکی (سوکی) ت کے سکاہ ت یہ تیرا بھاؤتا در میان
کہ تیری اختیاری پیلاڑ دے - تو جھالا آپھیسا سوال جواب کرتا یہ بھاؤتا تیرے نفس کا خدا
کا بھاؤتا ری عبارت مرتوک ہوگی ہے) صدا اختیاری سمجھے جی پیلاڑ دے توں ہونہارے پر کھال یہ تیرا بھاؤتا در میانے یہ کی
جھلات پھیرا سوال جواب کرتا یہ بھاؤتا تیرے نفس کا خدا کا بھاؤتا داد ہے کہ نبی و کلام
و لے جئے سواد ارشاد نہیں انہیں -

تیرا بھاؤتا وہ ہے کی نبی و کلام و لے تجے سوا دار شاد
 نہیں کہ امر بجا لیانا و نبی تھے منکر ہونا۔ پس اے
 عارف دیکھا پس میں کہ اپنے کام میں کیوں سزا دیتا
 اپنے بھاؤتے کوں، پس وہی کوشش رکھا امر معروف
 کوں کہ یہاں زیان ترت تدیکھتا ہشیار ہوتا ولیکن
 ندانی کہ دیر گیر دو لے سخت گیرد۔

سوال: - یہاں کیا میرا بھاؤتا یہ سب اسی کا۔

جواب: - تیرا یہ ہی کہ پھیر تکرار کرتا کہ یہ دنائی اس تھے ہے
 اما تعلیم ہو پھر تکرار کرنا بھی گناہ اینجانب بیمار کے
 است ہے اختیاری تجھ کوں دیا ہے مثلہ یک کتب
 خانے میں کو دکاں را تعلیم آموخت و آں کو دکاں
 پیش ازیں نہ الف، نہ بے، نہ نہ تے را داند و نہ
 اعراب و نہ جزم و نہ نکتہ۔ و مولا'ے ایشان را بعلم
 خود ہمہ آموخت۔ یک بار ود و بار و سہ بار گوید و بار
 بار گوید تا کہ سیکھیں لک جو نکے انن کی زبان میں لفظ
برتن لگیا بعدہ چوکے تاخطا براستاد یا برشاگرداں

۔ اے نادان یا اپس تھے ہے ۳ ملاں ۳ چوکے تو بعد

صلت ترت زیان دیکھلاتا۔

بگو مثل جوں کی کبوتر بچہ خود را اول دم دہ براۓ آں کہ حلق کشادہ گردد و جوں کی حکمت سوں پرورش ہوا پس اپنا چارہ کھالیا دیکھلا دیتا منندہ ایضاً ہمچوں طوٹی را دیمیوں را سخن و حکمت آموخت پس در آ مونختن خط کند آں خطاب بر طوٹی لازم آید ہمیوں مثلہ و نمونہ خداۓ تعالیٰ بر بندگان خود منود۔

سوال - صحیح کہ قادر تو انا - تو انگر کرے سو ہوئے کیا سو ہو گا ہستی رانیتی و نیتی را ہستی - ہر چہ کند آں کند - بر حکم خود بندے کے کوں چارہ نہیں کی یوں یا دوں بندہ قبولیت میں اچھنا۔

جواب - بارک اللہ کہ خداۓ تعالیٰ این نظر ہرس را میں دہ - اے عابد! تو کھیا کی جا هدُوا فِدْيَنَا لَنَحْدِدِ يَنْهَمُ سُبْلَنَا وَ دِیْر مِنْقُول کے قوله تعالیٰ ذمَا اَصَّا بَدَعَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمَنْ اَللَّهُ وَ مَنْ اَصَّا بَدَعَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمَنْ نَفْسَكَ وَ اَرْسَلْنَاكَ لِلِّتَّا سِرْسُولَاتُ

۱ بدم اول تہہ ق پاؤں ۲ حرف نظر ندارد

سوال۔ تو معلوم پڑتا کہ ایساں سب اپنے تھے جیسا کرے گا ویا
پاؤے گا۔ ہمارے کام میں خدا کے کام نہیں کہ اوپسچ (اول ہی)
اختیاری دیا۔

جواب۔ اے عارف! ای بھی کرفہم ایساں تیرا کام اس کی فرصت تھے۔
سوال۔ حق است اما یک آرزو کہ اپنے کام والد کے کام اس
کی رضا بغير ذرہ ملتا نہیں۔ کیوں۔ وہ میں دیکھو چلو سو کیا
ایں ہر دو امر حنایاں مثل چنان ویا اگر بندہ کا کام کیوں و
خدا کا کام کیوں یاں کہر یہ کیوں سمجھاو بیاں ہے روشن
ہوئے عیال یوں کہے خوب نشان ہے ٹوٹے دبرم گمان۔

جواب۔ یک تین باتاں سمجھ لیے۔ یک خیر و یک شر و تیسرا تیری
اختیاری۔ یہ تینوں باتاں خدا لکھے اس معنی میں سب اس
تھے و سب بندگے تھے۔ کیوں یہ اختیاری و فرحت دیا
ہے۔ بزرگی و شر قدر حال اختیار کی امر فرمایا۔ یعنی عبادت
سوال۔ معاشر ہے کچھا نیا لوڑے۔

ل۔ کلام والد کے کام کی ۳ کیوں و تھیں دیکھو چلو سو کیا۔ این ہر دو امر حنایاں مثل دیا اگر
ستتر بندہ کا کام۔ ڈل۔ سمجھا
من کیوں تھیں دیکھو چلو بندہ ہو کیا صد اگر ستتر کا کام میں بندیاں تھے صد سمجھا لوڑے۔

جواب۔ اے عابد! کیس تشبیہ سن؟ اس باب کا وسیع لیہ نہ کام کھل
 بندے پر جھایا جائے نہ خدا پر این سخن دوتا باشند کہ وَمَا
 مِنْ دَاءٌ بِلِّهٗ إِلَّا هُوَ الَّذِي وَدِيَكَ مِنْ قُولٍ إِلَّا هُوَ السَّبِيلُ إِلَّا هُوَ
 شَاكِرٌ وَإِمَّا كَفُورٌ سَرَا لَهُ يَهُ دُوَّبًا تَارِکُوں رَبِطَ دِينًا خَدَا
 کے فہم تھے نہ مستنصر اس سینیں نہ براوا ایں مثل لمنونہ شناس کن
 ہچکوں درجیم نظر باشد و جیم ہر اجز آفتا بپنہ نہ نہاید کہ بغیر
 آفتا ب آنکھہ اندر صلا اچھے تو عملی آفتا ب، زر اکام پنیر نظر
 کا، و اگر آنکھیاں نہیں تو آفتا ب اپنے اُجائیے سوں این
 میں سیں جوں نظر آفتا ب تھے پڑتی ہے وجہاں مشتعل آفتا ب
 کا نہیں سیں وہاں کیا کام نظر کا اندر صارے ہیں، اگر انکھیاں
 نہیں تو آفتا ب کا طہیور بھی نہیں تو ایسی مثل سرنشست پندریاں
 کا جوں کی آفتا ب تھے کہ اس بغیر پکم آنکھہ یہ منصوبہ تو کام کیا
 آفتا ب کا یا نظر کا یک میں جاگا نہیں ولیکن فر صدت تو
 نظر کوں آفتا ب کا، ولیکن جے کچ نظر میں خط اکھر لے تو کیا

۱۔ یک طرف معنی کون جا گا۔
 ۲۔ آفتا ب تھے نہیں۔

چوک احیت پر یا نظر پر نحقیق نظر پر اگر فرصت آجت ہوا تو کیا یوں
 کارماں و لیکن چوک نظر پر و لیکن فرصت آفتاب کا
 اس سبب ہمہ کار آفتاب بدال ولیکن یہ آنکھ شرکیٹ
 نخوا کہ آنکھیاں بھوت و آفتاب کی دب آنکھیاں
 پر تو آفتاب است و عکس راستہ اسست و آں آفتاب
 ہمیشہ کیک است ہمہ مونہ ذات و صفات کے اودیگی
 انواع جوں نظر تھے ہا لکھ کیک پر یا نظر تھے بنی پر حبیب
 ہر دوں تھوڑے حبیب جزو نظر کار زد و لیکن صحیح بر نظر نیا ید
 کے نظر منفرہ بر ہر دو شاید ہمہ مونہ و مثال بر ذات
 بندہ و خدا یاد۔ دریں ہر دو مثال امر ثابت شد
 یا نہ کہ خدا کے تعالیٰ انصاف ہے۔ تمام عالم کی حرکت
 اس کی فرصت و لیکن وہ کسی کام میں نہیں آتا ہے تو
 یوں جوں نظر میں آفتاب ہے بھی نہیں دریں فکر غابہ درا
 پا یہ کہ رسید بعدہ معلوم شود کا تحریر لک ذرہ الا
 بادلِ اللہ کہ خدا کے تعالیٰ قادر تو انا، ہر چہ خواہ آں

۱) کا دیکھائے پر) وغی آفتاب کیک است ۲) ہر دو جز ۳) صحیح انصاف
 ۴) کسی کام میں تھے بیا یا ہے ۵) دردیں آدمی باید
 ۶) راضا فہر) دکھلانے میں درجیں نہیں۔

که نہ ہے حرکت جان چہانیاں از قدرت خود برتانہارا ہے۔ یہ
ایمان اقرار یا اضافہ در دل باید۔ واللہ عالم۔

سوال۔ ایمان حیثیت و ایمان کراگو یند؟

جواب۔ کہ اقرار بالسان و تصدیق بالقلب۔ تصدیق چکونہ کہ اسنجھے
خواست آن کند۔ چنانچہ قوله تعالیٰ **يَفْعُلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ فَ**
مَا يُرِيدُ لَا يَخْذَلُ خدا کے تعالیٰ پر بندہ سہ چیز فرمائی گردہ است
آول عرفان بعدہ ایمان و بعد اسلام۔ عرفان آن را گویند
کہ خدا کے تعالیٰ را بے کمال قدرت با یادشنا س و اصل معرفت
و چیزدار و مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ سَرَبَةَ دَارِيَّہ
آل است آں چہ خدا کے تعالیٰ اسنجھے خواہد آں کند و اصل ایمان
و چیزدار و الایمان بین الحوف و الرجا۔ و اسلام
آل است کہ رجوع بودن است و اصل اسلام یک چیزدار و
کہ امر بجا آور دل است کہ اس سُجُودُ وَ لِادَمْ و بندہ شاہد
باید بمشاهدہ ایمان کہ از فرصت اللہ تعالیٰ این مشاہدہ ہے۔

ل در دل آدمی باید و اصل عرفان تا لفظ اہل ندارو
ص بندہ خود۔

ایمان است و مراقبه ایمان آن است که همه خطرات نفسانی در حماقی در ثبوت ایمان نفی نماید بعد از در بحث اعمال هر کی چیز ایمان بیرون نه نماید در بحث حال و افعال و بند دار خدا نماید انشاء اللہ تعالیٰ و مشاهده رحمانی با ایمان در دل تصور کند چنانچه قوله علیہ السلام قلوا رب المومنین عرش اللہ تعالیٰ و مراقبه رحمان با ایمان و عرفان در ذات حق نفی باید کرد -

بعد از اعمال هر کی جزو خدا بیرون نه نماید پس در لفظ بند ده بینید ادست و در گوش شنیده اوست و در زبان چشیده اوست و در بحث حرکات و سکنات از اوست که نفس امداد محسوس شود در نفس الرحمان واللہ اعلم -

سوال نفس الرحمان کیا است ؟

جواب - بر قلوب المؤمنین اگر ای نفس رحمان کے بخاوتے میں پڑتے پس چنان باشد کہ خدا کے بخاوتے میں پڑتیا کہ نفس الرحمان بر دل آدمی ہمچون ناس سب است بر نیک و بد و بر تپک کس را نہ گوید

۱ - بر قلب مومن -

۲ - کن ص ۳ گوئندہ

کہ ایں نیک یا بد و این نفس امارہ خود حیلہ و مکر ساخت و خود
خاموش نہ کر دو اگر بہ پرسنداوراً اذکار راست فرماید و گر
نہ خاموش باشد۔ آن نفس مدعی است برائے فعل آدمی ہر یک
آں وقتی کہ روز قیامت واللہ عالم باید کہ خود نفس را باش
الرحمان تسلق کند۔

سوال۔ ایسا کچھ حال ہے۔ جے اپس تھے الغنافی اللہ ہوئے ذات
میں وصل ہوئے؟

جواب۔ عبادت است۔

سوال۔ عبادت چیز ہے؟

جواب۔ اصل عبادت فکر است کہ سر عبادت فکر است کہ تفکر
سَاعَةٌ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَتٍ لِسَتِينَ سَنَةً۔ ایں فکر
بردا نواع است۔

سوال۔ آن فکر کیست؟

جواب۔ یک یہ کی جے کچھ تیری ذات میں تھے یاد کا بدھارا باہر آتا ہے
یہ تمام یادگواہ داری سنکھات جھاٹ تھے آیا وہاں پڑا کیا لوگ
یعنی ذات میں ذات پس چھاں شود کہ در حق مستفرق کہ الغنافی اللہ
این فکری است کہ یک ساعت سر عبادت است و ایں فکر اول آتی

و فکر دوم ہر خطرات باہر آوے و ہر کیک اعضا میں بار
 ہر کیک اعضا کا مثلاً آنکھ دیکھنہ اپنی دکان سننہاڑے
 یو ہر کیک اعضا د اپنے کام میں و ہر کیک اعضا میں
 کیک مقیم قسم ہے۔ و دو جا فہم دلالت ہے و فہم دلالت ہر کیک
 جس اعضا، کا جہاں کا وہ بائیچہ چیز رُنا۔ پس چونکے سدھ بدھ
 نور جیسا بالک بجاوں نا بوجھے رنگ نہ را اور اُرے جی جان پئنے
 کالکار و توں استھے ہو بھاری اس یاد اور سبر ان دو تھے توں
 تیسرا کہ یہ یاد اور عسیر + ایس ہر دو دوام است ہمہ عالم دریک
 ہر دو افتادہ لند پس نہ یہ یاد نہ سبرنہ یاد قرار و نہ سبر ایاد
 آیا سبھر گیا و سبھر ایا یاد کیا، مچوں شب و روز اما سالک را کہ
 در یاد فراق و در فراموشی و بیصال یعنی فراموش نفس خود را
 کہ جے پچ یاد میں حق پایا و سبھر میں لیے گیا پس یاد نہ رھیا.
 چنانچہ فرمان از دیوان عارفان را و بیصال در یاد فراق در
 فراموشی و عاشقان را فراق در یاد و بیصال در فراموشی اما

۱ سوچے ۲ دبھر ایا (اضافہ) ۳ لے
 صٹ یاد آیا۔

ای راه سالکان است -

سوال - که ای راه سالکان که در حق و اصل شوند این راه چگونه
است ؟

جواب - اینجا مقام از مقام است -

سوال - چند چیز کدام مقام است ؟

جواب - دو مقام -

سوال - کدام کدام ؟

جواب - یک مقام شیطانی دوم قرب و درمیاب راه ها و منازل است
نمود -

سوال - چند منزل و چند راه ؟

جواب - چهار راه و چهار منزل -

سوال - کدام کدام ؟

جواب - یک راه شریعت و منزل ناسوت - دوم راه طریقت و منزل
ملکوت سوم راه حقیقت و منزل جرفت - چهارم راه معرفت -

۱ چند مقام است - حدیث کدام کدام مقام -

حدیث - اول مقام بعد راه بعده منزل -

منزل لاہوت -

سوال - سمجھیا لوڑے؟

جواب - مقام شیطانی اگر اس مقام کوں چھوڑے تو راہ شریعت میں آؤے۔

سوال - از شکم زائید آن مقام؟

جواب - وہاں تھے مقام شیطانی اس کاٹاک شریعت کی راہ ناگ۔

سوال - منزل ناسوت کرلو لیا کیا ہے؟

جواب - اول مقام راہ بعدہ منزل -

سوال - مقام شیطانی اس کا نشان کیا؟

جواب - اصل یک نشان کہ دولی و شرکت و بعضی ہوا، حرص و حسد بغض، ہکینہ، کبر، جنگ و صدیل میرا تیرا در غل نفاسی کرنہار باشد کہ حرص الدنیا عذاب الآخرۃ -

سوال - در ہنگام صغیری حرص و ہوا کہاں ہے؟

جواب - از شکم زادی باندوہ و گریاں بیرون آمد و فعل نفسانی نہ کہ رحمی و حلمی پس چوں بدیں حرص زیادہ ہوتا ہے پس تمام مقام شیطانی بار ہوا و بعضی می گویند کہ نہ آن منزل ناسوت

حد اول مقام بعدہ راہ بعدہ منزل - حد رحمانی

کہ ناسوت منزل حال مجد و ب نماید برائے آن درینہ کام صیغہ
کہ ناسوت کرائما درست نہیں کہ اول مقام بازو را
بعد از بازو را
باز منزل۔

سوال۔ مقام ٹیپس را ہ شریعت کیوں؟

جواب۔ اس مقام لختے پاؤں کاڑنا و خوف و رجا میں آنا بعد کہ
راہ شریعت و شریعت حد تنا ختن، حد عینی یک بندہ و خدا
کہ آنتَ دَلِيْقَتِيْعَ وَ أَذَا عَبْدِكَ خَفِيفَ وَ اِنْ دَلَّتْ
ایں راہ شریعت باطن و انہمار کہ امر جا آوروں است۔ برینا و
مسلمانی یعنی چیز را استوار داشتن برخود اینجا مقام نفس سست
ایں تلقوت شریعت بر وجود ظاہر عینی این بر واجب الوجود و
منزل جزو ذکر و مراقبہ و مشاہدہ منزل رانہ رسدر۔

سوال۔ ذکر کون؟ اور مراقبہ اور مشاہدہ کیوں؟

جواب۔ ذکر علی، اما ذکر جز نام اللہ اور یاد نہیں کہ نام اللہ ذاتی و
بعض نام صفاتی۔ اللہ نام محیط است درہزار نام کہ نام

ل۔ بندہ یکے خدا ڈی جانہ آ دردن است ڈی بنی مسلمانی ڈی نام اللہ
صل۔ تمام تو بہ اس شریعت کیوں۔

خدا بر خود می خود بعضی ناچھا بر صفات منود۔ چنانکہ قادر، قوانا،
تو نگر کہ سجان و سلطان حسیم و کریم، جبار، ستار، غفار۔ این نام
بر سر یک صفت لفظ دھرتا ہے۔ نام اللہ محیط است کہ سجان اللہ
سلطان اللہ۔ جو اس اور فضل نہیں۔

سوال۔ ذکر لا إله؟

جواب۔ یہ ذکر بخوبی ہے۔ کلمۃ العقوبی لَا إلهَ إِلَّا اللَّهُ

سوال۔ اس تھے کفر دفع۔ تو۔

**جواب۔ اگر محمد رسول اللہ ہوئے تو کہ لَا إِلَهَ نفی و لَا اللہ اثبات
تنکرار ایک بار، دو بار، و سه بار، بار بار گفتہ دروغ لازم آید۔**

سوال۔ قول علیہ السلام و مصدقۃ القلوب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟

**جواب۔ صحیح لَا إِلَهَ غیر اللہ حق اثبات کیا۔ یہی پھر غیر کوں
یاد کرنا درست ہے کہ ایکو اد بالسان و مقدمہ یقین بالعقل**

دول آرسی و مکمل طیب مصدقہ جمال تھے مصدقہ کیا سبب کہ

کہ آرسی صاف ہونے کوں مقصود کیا۔ مشاہد ہونا۔

۱ اس تھے دفعہ کفر توئی جواب۔ غیر لَا اللہ حق ثابت کیا ہی ت شغلہ

ص ۱ صحی تول

نہ عمر خویش کا مثل جو کسی صابون کی پر لے کوں لاۓ پا کی سب
 پس جامہ پا کیزہ کر کر سکا یعنی نہ کی بھی میلا کرنا و دھو دھو
 خستہ کرنا۔ اس پر لے ذاکر دھونڈیا لوڑے لالہ جاتا مم
 میں والا اللہ چڑھتے دم میں پس فکر کن کہ در وقتِ موت
 جان قبض سو شود آں وقت نفس تو در لالہ حی رو دیا در
 والا اللہ پس چونکے در لالہ رو دہمہ ذکر ضائع شود۔

سوال۔ خداۓ تعالیٰ ناظر بر نیت است یا بطن ہر اعمال؟
جواب۔ پس چونکہ خداۓ تعالیٰ بر نیت ناظراً است پس طاہر
 ذکر چرا کنی کہ خداۓ تعالیٰ نیت پر ہے پس او پر ذکر نیت
 تو خوف پکڑنا تھا اس سبب نیت موقوف خداۓ تعالیٰ پر
 اما در طاہر نت خطلا لازم آید۔

سوال۔ پس ذکر علی کیوں؟
جواب۔ کی کلام رباني فاذکو اللہ ذکوراً كثیراً عَلَّمَ رَفِيقَهُوْنَ
 ذکر اللہ کہ در دم و در زبان و در حیثم و در گوش و در ہر کے

ل پر لے کوں لایا پا کی کے سبب۔

ص ۱ خویش کا مصنفلہ۔ ص ۲ اے ذکر حسک خداۓ تعالیٰ دیکھتا بر نیت
 حص نیت دیکھتا ہے۔

وسمه اعضا نام اللہ محیط نماید۔ چنانکہ اعضا ممنصور در بر
اندام که آواز انا الحق برآید۔

سوال۔ مراقبہ حیثیت و مشاہدہ حیثیت؟

جواب۔ مراقبہ یہ ہے کی نفس کون تفرقہ نہ کرے کیجا جمع کند و مشاہدہ
آل است کہ نفس را در ذکر مشغول کند۔ ہمیشہ خدا تھے۔
بعدہ در ذکر از کرم حق تعالیٰ ایک حال را رسید آں کہ
منزل ناسوت است۔

سوال۔ منزل ناسوت را حال طریق کیا؟

جواب۔ آل کہ در سوز ذکر مست شود و در ذکر طبیعت سمجھوں
دیوانہ و مجدوب، این منزل اول است الشایء اللہ تعالیٰ
بعدہ چوں ایں حال حَقْمَه شود و راه طریقت را برسد اینجا
مقام دل است و راه طریقت تعلق بر وجود و حالی یعنی
محکن الوجود۔ آن وجود بقائی کہ حدیث المؤمن حجی
فِي اللَّهِ أَرِينَ وَاجِبُ الْوُجُودِ پست و محکن الوجود مفرغ

۔ وآل در وجود۔ حَقْمَه صحیح املاء هضم
صا کہ آن منزل ناسوت۔ صا۔ حال کیا طریق؟

اپنے مارگزارد پرست رادر وجود خاکی چکونہ باشد۔ ہمچوں
گوہر دل صد فن، بر وجود روحا نی راہ طرفت آئی سست کہ
حدیث بنی ایں فی الصَّحِّی رِجَالًا أَبْدَ اِنْهُمْ فِي الدُّنْیَا
وَقُلُوْبُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ایں آن راہ است کہ سیری و طیری
حائل شود و آن بخاطرات باطن توبہ و توبہ ہمچوں توبۃ النَّفْسُ حا
وصلوات آنجا کہ حدیث الصلوات خلاف العبادت یعنی
ہمہ افعال ظاہر و باطن نفسانی خلاف کرے و در دل
میں ذکر قلبی سول مشغول ہوئے مرائقہ و مشتاہدہ سول۔

سوال۔ دل کون؟

جواب۔ قلوب المؤمنین، عرش اللہ تعالیٰ۔ اس دل کی بزرگی کسے را
نہایت نہ رسد کہ القلب بربت الرّب۔

سوال۔ یہ دل کہاں ہے؟

جواب۔ در وجود آدمی۔

سوال۔ یہ بزرگی دل کے وجود میں کیوں سما یا؟

جواب۔ جوں درخت پر کا بر کے نتیجے میں۔

سوال۔ ظاہر کیوں ہوئے؟

صلوٰۃ باطن آنجا۔

جواب۔ مرشد کامل۔

سوال۔ کہیا لوڑے طالب کوں؟

جواب۔ اے طالب! دل نوری خدا'ے تعالیٰ است و دل معرفت
کہ نہیاں گنج در ذات آدمی باشد اما دل دو یکی معرفت
ستحرک دوم معرفت مقیم نہیاں گنج و روح منزہ،
پر ہر دو شاہد است و معرفت ستحرک آل رانفس گویند
و معرفت مقیم آل رادل گویند و برائیں ہر دو شاہدان
روح کہ قل اللوح من اہم سر جب معرفت مقیم و نہیاں
یہ معرفت آتا وجاتا کہ بردل آدمی و علم لدنی پیدا شود۔
کہ امر باری تعالیٰ بردل ولی اللہ نازل شود کہ وحی ایشان
را نہیاں بردل نازل شود۔ وحی بر دو نوع است یہ
برنداء دوم در دل از ارادت است کہ حدیث قول
علیہ السلام کو نزلَ الْوَحْيُ بَعْدَ أَكْبَارِيَا كَنْزَلَ شَعْرَاءِ
آمَتِيَ تَلَاهِيَدُ الرَّحْمَانِ و این دل مجازی پارہ گوشت
کہ در پیلوئے چپ پاشد۔ یہ دل مردہ۔ اما دل حقیقی زندہ ا

ص ۱ مرشد کامل ہوئے ص ۲ اما دل دونوع است۔

یک سب یہ کھیا کی یہ دل پارہ گوشت کہ درسینہ
 باشد و دل معرفت ہم درسینہ نماید پس آں دل معرفت
 و رناظہ نظری نہی آید ولیکن معرفت درسینہ باشد
 بس دل را نام کئے نہیں برائے آن ربط بر عالم جایا ہوئے
 کہ دل پارہ گوشت است کہ حدیث تکلیم الناس
 علی قدُر عَقُولُهُمْ ولیکن دل حقیقی در پارہ گوشت
 جیاں نہ باشد جوں کی نظر آنکھ سوں تعلق دھرتا ہے۔
 و نظر سوں دیدہ کھیا جائے و سناسو کان کھیا جائے
 و پول سو جیب کھیا جائے ولیکن سخن سماں نہ شود و
 دیدہ نظر نہ بود کہ نظر منزہ است ولیکن دل حقیقی و
 دل مجازی میں یوں زدیکی لخوئے گی۔ ایسا دل
 معرفت ذکر قلبی باید و در کلام ربانی اشارت ذکر قلبی
 نمود اذ ذکر رتابت فی نفیشہ تَضَرُّعًا و خیفناً (خیفناً)
 سوال۔ قلبی ذکر کیوں؟
 جواب۔ کہ اسکم اللہ در زبان، در دل ذاکر باید و ایں ذکر راجز خدا

و در نظر ظاہری نہی آیدی کجا می جو نکل آنکہ

کسے نہ واند کہ مشغولاتِ دل میں کا اچھے۔

سوال۔ وہاں کا جرا فبہ و مشاہدہ چیت؟

جواب۔ آنچہ مرا فبہ آں است کہ ہر یک خطرہ کہ دل میں آغاز کرے وہم دردیں در دل غائب کند کہ بیرون آمد ان ندید۔ وہاں کا شرکت وہی ہے کہ مامن شغلِ حکم عنْ الْحَقِّ فَهُوَ صَنْعٌ لَّهُ، وَمَشَاهِدَهُ آن است در ذکر مشغول پاید کہ حدیث قدسی الانبیا والادیا یَصَلُونَ فِي قُلُوبِهِمْ دَائِمُونَ۔ بعدہ ورد کرازِ کرم حق تعالیٰ یک حال را رسداں منزلِ ملکوت است۔

سوال۔ منزلِ ملکوت کا حال کیا؟

جواب۔ جوں عبادات و طاعات و باطنِ کشف و درسیری و طیری و باطنِ ارواحِ مومناں و ملائکاں صحبت مستقیم شود اگر کچھ رب بخخ برہر دو حال پر اپناید درخوف و رجاد در دل دارد۔ در منزلِ ملکوت حال کیوں دیگا جوں استوار درواہِ شریعت، اما تفوقت یہ کہ ایشائی را

لائے کشفِ ملائکاں ندارد۔

صد ابر غمیب آید از حق و قتی در نهاد، و تحقیق بیرون از نهاد
 ظاہر که ایشان در اعمال باطن تصرف کند و در عیاد آ
 ظاہر فضیان نماید و باطن احسان بود که منزل ملکوت
 و راه باطن طریقت است که نزدیکی ایشان فرم و مدرج
 یکی بود، سوکھ پر نه شناده دوکھ پر اندازه - اشنا داده
 تعانی بعده - چوں این حال به ضمیر سکھ حزم شود و برآه
 حقیقت رسید این جا مقام روح است و راه حقیقت
 تعلق با متنع الوجود دارد آنجا سزاوار یک حال دارد
 و متنع الوجود ذوق باشد در قرار وجود نه لرزونه چند و راه
 حقیقت آن است - سزاوار طلب ویصال نماید و آنجا
 صلوک که حدیث الصلاة الصالی ای اللہ چنانچه خواجه
 چند بعد ادی سید الطافیین را اسم قولی است - هر چند
 یکی لیو صالی فکلی ای خساده ذلوف و در جای
 ذکر وحی سول مشغول ہوئے - مراقبه و مشاهده سولی

۱۰۳ - این حال حتم شود ۱۰۴ - نماید کی فکلی ذلوف دار و در
 ۱۰۵ از غمیب آید ۱۰۶ ای آن حال
 اع - راه حقیقت را ۱۰۷ - حدیث نبی

سوال - روح کون و روحی ذکر کون و مراقبه و مشاهده کیا؟

جواب - روح آن است که امر خدا قبل الرؤوح من امر ربی -

اصل روح محل مشاهده و ذکر روحی آن است که مشاهده
معشوق برخود تصور کند که اینجا مقام حضوریت است
که در حقیقت لازم آید چنانچه قوله تعالیٰ من کان فی
هذلِ کلامِ نبی فی الْأَخْرِیةِ اعْمَلَ مراقبه آن است
که هر طرف که نظر کند جز خدا پیغ نه بینند - چنانچه فایدنا
دوالو اذنتم وجهه و قول خواجه خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
ما دایت شئیئاً لَا رَأَیْتَ اللَّهَ فِیْهِ مشاهده آن است
که در ذکر روحی مشعول باید - بعد از ذکر از کرم حق تعالیٰ
یک حال پارساد آن منزل جبروت است -

سوال - منزل جبروت کا حال کیا؟

جواب - منزل جبروت سَلَّمُواْ نَسْلِيْلَهُمَا هُنْ شَهِيدُ خُرُقٍ از خود و شرعونا
حتى کہ یک آپس غائب وقتے دید باں جوں کی محبوں

ل و قول علی کرم اللہ وجہه خواجه خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
اع آنجا ۲۴ قوله تعالیٰ ۳۴ جبروت کیا؟ ص ۶۷ و اصلی سید

و لیکن در دل ہشتار باطن در مشغول او ہمچوں منزل ناسو
و لیکن تفاوت یہ کی ناسوت منزل صفا ظاہر باطن مجنون د
جبروت منزل کا ظاہر دستا مجنون ولیکن مجنون لاع خوے
سلیم دل ہے و فنا ہونے میں مست و یک ساعت ہشتار
دو جے ساعت مست بعد این حال ہیزم شود دراہ
معرفت را رسد۔ این مقام ستر است تعلق با عارف الوجود
دارد این جا محل معرفت است و عارف الوجود کے قرب
خدا تعالیٰ است و صلوٰۃ معرفت کے فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ
کہ خدا تعالیٰ راشناس کند و در مقام ذکر سری است و
ذکر سری سوں مشغول ہوئے با مراقبہ و مشاہدہ ۔

سوال۔ سوکیا؟

جواب۔ محبت کہ حدیث قدسی ہو۔ عَشْقَنِیْ وَأَنَا عَشْقُ وَذَکْر
سری آنست کی محبت میں تکلیف محبت یوں لوڑے کی خدا

نا حضم۔ ۳۲۳ ساعت۔ ستری کیا۔ ۳۳ ندارد
صاف منزل کا حال ظاہر ۳۲۴۔ سلیم تمامت (ندارد) ۳۳۔ ذکر انگلیوں
دیوئے مکمل پڑایا اس محبت ذکر سری سوں مشغول ہوئے۔
انے مجنون (ندارد)

میں اپنے نفی کر یا اپس میں خدا کوں جوں کی بندہ سمند میں یا
 سمند بند میں پس چناں باشد کہ انا الحنون و من سجھانی ولیں
 فی صحتی کہ آن منزل لا ہوت است لا ابالي و مراقبہ آست
 کہ خود را خدا کندر در ذات حق جوں کی پانی مل گیا دود میں
 یا کوں سا گنوں یا آگ میں این مراقبہ اعلیٰ است و مشاہدہ
 ہاں است کی خود را بیند و ہم کس را وہم خدا داند —
 اپنے محبوں خود را فراموش کر دو خود لیلی شندہ و روئے ہم کس
 جز روئے لیلی نہ نماید و ہر کیک شے راجز لیلی نہ بیند این
 مراقبہ و مشاہدہ سری است چنانچہ امام حجفر صادق رضی اللہ
 عنہ فرمود من لہ مکین له سر فتوه مصوّر " محبت آست
 کہ اپنے خدا میں مل کیک ہوئے۔ جوں کا فور مل گیا جو ت
 میں یا نمک جوں در آب یا اوس نے تھیں ملائیہ اپنے
 وہی ہوئے جوں کیتک بھن کر سٹ کون اپس میں لیہ وہی
 ہوا پکھ نہ محبت سانتی بندہ سپنی کی و نہ پنگ جوت دیوے

۱۔ خود را خدا بیند ۲۔ و ہر شے را ۔ ۳۔ یا اسے عجی ملا لے اپنے میں

۱۔ پکھ کیا پکھ دمن (مزارد) ۳۔ ع تھی

کی ورنہ کمل اچھوڑا ماحبّت سپنی اعْجَیار لَهَا يَدُكَه تپیارے
 پر کھات سپنی کا اشتیاق جھوٹ دُرِسواں بند کا پسح -
 ایں دیو او کلی دکل از سپنی بھتیر که آنجا انجیارے اعنت
 دا این ہر دو بے طلب بند کہ ایشاں خود عاشق اند ہشوند و جان
 دا وند کیا بول دیو کے کمل بُرَّا ماحبّت و عشق آئست
 کہ در دیصال ہر دو خود را فدا کند جو نکی چونا دلمہد کی
 دونوں اشتیاقی تھے آپس میں اپین تھے تاں تین دونوں
 گذرے اپس تھے در عشق -

سوال - در محبت و در عشق تفاوت چہ؟
 جواب - محبت آگ ہے و عشق بھر کا محبت میں سلگنا و عشق میں
 چلنا۔ اما عشق در مقام قرب است بعدہ چوں ایں حال
 قرآن ۷۰ و مقام قرب الحمد اینجا مقام لوز است کہ در ذور
 قرب رب العالمین است چنانچہ حدیث قدسی ان
 فی جَسَدِ ابْنِ آدَمِ مِصْنَعَةٌ وَ فِي الْمُضْعَفَةِ قَلْبٌ وَ

۱۱۱۴۲ ماحبّت سپنی سینپ کا اشتیاق جھوٹ دیسانست کا بند سچ دل حضم
 صد بیس مردو
 اعْجَیار پر کھات دنارو (د) ۱۷ سانعی کا بند -

فِي الْقَلْبِ روح و فی الودح سر و فی السر نور
 و فی النور انا - پس اینجا مقام قرب نور است اینجا
 راه و منزل گزشت و ذکر خونی یا مراقبه و مشاہدہ منزل
 سوال - در مقام قرب چه نشان؟

جواب اینجا منزل و راه بے نشان است و مقام قرب لافی
 ولا اثبات نه حرف و نه نکات هستی و نه نیتی - ایں ہر دو
 درمیان نہ گنجید و لیکن یک سیاہی رمز است اگر
 بدایی ذکر خونی در مقام قرب است و ذکر خونی که خود را
 فدا کر دی است در ذات حق چوں که فدا شود لار با
 لا عبداً ہمچو کافور بآتش وصل دار دہر دو خدا شود و
 مراقبه آئیجا در لوز نشان دانایی کا لیکن دینا تاکہ جان
 پنے کا و بیتال و ہاں اگر چیزے جان ہو دے گا تو ترک
 کھڑا رہے گا در آگاہ آگاہ کم کرنا این سخن کسے را
 معلوم شود مگر ارادت خدا کہ جس کا وصیع جانے و مشاہدہ

۱. اع فی القلب خواهد فی المقادیر دفعہ ۲ ص ۱۴ نقط منزل تدارد
 ۲. تاکہ و مراقبه - ۳ بیش

آں اسست کہ در ذکر خفی غائب نماید۔ نہ من نہ
توں و نہ مادہ شما ہم نیست کہ مقام الفتائی اللہ
جان اے عارف اک مرائقہ کا انہما سوچہ مشاہدہ
عبدیت وربوبیت راجا'ے نیست۔ سبب یہ
ہے کہ ذات خدا کا توبقا، اما مینچہ نہیں پس توں
کہاں اگر بندہ تا خدا و گر خدا تا بندہ کہ من و تو ایں
ہر دو برابر است از یک چاہیروں آمدند کہ آفتاب
روشن انکھیاں تھے و انکھیاں روشن آفتاب تھے
آفتاب تو قدیمی ہے ولیکن او جالا و انکھیاں تھے نہیں اع
تو پس او جالا کیا و لے انکھیاں فدا ہو نہاریاں ہیں
و آفتاب بقا واللہ اعلم۔

سوال:- پس جونکہ ذات میں ذات مل گیا یک ہو گیا جوں
لوں پانی میں کہ لوں پانی کا تھا پس پانی میں پانی
سوں مل بندھ پانی کا ہو گیا۔ بہتر ڈھونڈ وہی بندہ
ڈھونڈے تو سنپیرتا ہے۔

اع نہیں تو (ندارد) صامل گیا (ندارد) ص۲ پانی کا بندھ پانی سوں مل پانی ہو گیا۔
۲۴ بھنوں ڈھونڈ یوں سنپیرتا ہے۔
ص۳ کیا سنپیرے گا۔

جواب:- خدا کے تعالیٰ کَمِثْلِهِ شَئٌ کہ ہر کیک مثل کوں عیب
 لگتا ہے ویکن کہے کیا سبب ہر کیک تشہیہ ہر آدمی
 جاتا ہے۔ ویکن فهم نہ کنی کہ پانی میں قدرت نہیں
 ہے وہی بندہ خارج کرے ویکن ذات میں یہ
 گمان نہیں کہ مل گیا پس کیوں نکلنے سکا کہ قادر
 تو انا سکتا کی ہے اسی ذرکوں اپنے نور میں تھے
 خارج کر سکتا لاشکر ولاشبہ جان اے عارف
 کے یو نور قدیم اول مَا خَلَقَ اللَّهُ نوری بعدہ از
 نور روح آفرید و بعدہ در روح نفس آفرید خدا تعالیٰ
 بے قدرت خود دایں نور قدیم قدرت سوں تھا ویکن
 کیوں تھا۔ نہ متصل نہ منفصل ہمچوں ذریات آفتاب
 با آفتاب بود۔ نہ متصل نماید و نہ مفصل کہ آں
 ذریات عکس آفتاب انہ پس چونکہ آفتاب
 قدیم است و ذریات ہم قدیم است و قدرت
 ہم قدیم ایں ہر سے یکے است کہ اما ایں

د جانتا ہے کہ (بجائے جے) ۳ بعد نور روح را آفرید و بعد روح نفس
 آفرید۔ لہ ہمچنان ذریات آفتاب بود۔ ص بعد از
 لاع جاتا

عالم خدائی خود خدا است دیگر شرک نیست و دیگر
 از کجا آرم که ایں دوی از تو نماید که از فهم کثر تو
 شرک بماند که خود را خود دید و دو تا کرد و اگر فهم راست
 کنی یکے شود ہمچوں آفتاب سوئے مغرب تامشراق
 نماید و خود سایه د راز کشد - چوں آفتاب
 بر سر راست می آید آس سایه دراز در ز پر پائے
 رو دنا پدید شود اگر جوئی نیابی، ہرگز نیابی بدلند
 بدالند که ایں آفتاب معرفت در ذات آدمی
 است چوں معرفت بر دل راست آید حقیقت
 و سزاوار یکے نماید - دوی ہم گذشت چونکہ
 الصاف میں بے انصاف کیا - راست میں
 کذاب کیا - بھاؤ میں ماؤ کیا، یو صفات بند
 کاذبات حق میں فدا در نظر و اصلاح بعدہ ہرچہ
 یعنی حق یعنی وہ رچہ گوئی حق گوئی کہ ان اللہ
 علی کل شئی همیط - محیط یوں چونکے دل محیط

ل کہ از فهم تو شرک کر
 ص از فهم کند تو۔ ص در دل آید۔ اع کثر (مندارد)

بر فعل نفس که هر یک فعل کو مدد جز دل نہیں
و دل اپن فعلوں میں پیش میں وہی دستاول یکن
الا ہیدہ منزہ است۔ کسی فعلوں میں باندھیا
نہیں۔ ہمتوں طریق محیطی او بداع۔ ایں علم ہر
کس را معلوم نہ شود جزا رادت اللہ۔

سوال:- علم چند است؟

جواب:- علم دو است یکے کبھی دوم علم لدنی و علم کبھی
چیز یکہ در قلم در آید، و علم لدنی کہ در قلم نیا ید۔
آل علم لدنی۔ چنانچہ۔ العلم نقطۃ۔ آل نکتہ کرام
است ذات منزہ باری تعالیٰ۔ کہ عالم الغیب و
الشهادۃ۔ آل نکتہ قدیم است کہ از نکتہ او
ہمہ نکات باز آمدند۔ بر حروف تمام تا نام و نشان
عیال شد کہ ہمہ قدرت آشکارا شد جاں و جہانیاں
نمثیل نظیرها نمود چنانچہ نکتہ ابتداء از الف است

ل ایں فعل میں پیس دیسا دستا ۳ علم کبھی در چیز قلم در آید۔ ۳ ایں
نکتہ قدیم است از نکتہ قدیم است۔ صایر دیسا دستا
لی چنانچہ نکتہ ابتداء القنا است۔ ۳ دیسا دستا
لی دیسے ۳ نکتہ قلم در آید ۳ بار ۳ شود۔

که عالم الغیب والشهادت وازنکته اخذمکه ب
 احمد شد که من را نی فقد سرایی الحق ونکته ت
 ازب مرید است اطیع الله واطیع الرسول
 دایی د ونکته ت یک پیر و مرید که نکته ب بر ت آمد
 ونکته که ابتداء از الف بود و آن در پنهان گنج بود و هم در الف
 در آمد. باز هم پنهان شد تا که در ب و در ت درین سه
 حرف جزت انتمهار نه شد و ایں سه نکته ت و
 در ش د ونکته ت بود. و در نکته ت برآش نکته در هر
 دو بالا و محیط. آن کدام نکته که ابتداء از الف درین سه
 حرفات پنهان بود و پر حرف چهارم انتمهار نمود ایں حرف
 چهارم ش که ایں عارف الوجود است و در الف
 هر سه وجود نمود و ب محکم الوجود که بدایت
 است و ب بیت است که خانه روح است
 و ت محنت الوجود تا در نون ظلمات نمود و در تو به

عه ونکته ب محاسن است که قول علیه السلام انا وعلی نقطه و سخت البیان ونکته مرید است
 نکته ابتداء از الف است آن نکته ذات است که عالم الغیب والشهادت.
 ل برآش هر دو بالا و محیط هم که ایع ونکته ب تا شهادت ندارد

در آمد که ت توبت است پس از ظلمات بیرون
 آمد در شوت ش رسید و جزاً ایں سه نکته پیش از این
 دیگر نیست آن نکته که در هر دو محیط است جزاً آن
 سه هر حروف را اظهاری نه که از نکته پنهانی خود و از
 نکته اظهاری خود امانکته هر دو جا باشد مکجا مخفی و یک
 جا اظهار کرد و از اظهار و امانکته هر دو جا باشد مکجا مخفی و یک کم
 سی حرف باز نمود و میکن نکته منزه است اگرچه
 در همه محیط و نکته احد در همه نماید همچنان خدا اے تعالیٰ
 با همه دلیا سهمه در همه و بر همه با پیشناش داشته
 حروف سیزده اند و از نکاهه یک کم سی نمود و گر
 ششمین سیزده اند و نکته جیم جمیل الله که این الله
 جمیل و نجیب الْحَمَالُ و جیم جمعیت و در جمعیت
 مخفی نمود که جمعیت مخلوقات است و در مخلوق پنهانی
 نمود و خ غلوت لوز است و در غلوت طاهر پدر
 ذال ذوق شد که ذوق لوز است و نور بندۀ ذات

د - بازه نمود ۳ شمردن

در اول فوق است و در نزد زیادتی زیبائی نمود که
 زینت از من است پس در آمدشین ایں سه نکته
 بر شین ایں دو نکته است است و نکته سوم خود کی
 ظلمات که شیئن محل شهوت است که بین خ حرص است
 و در اعضا نهم است از الگ تاش خانه نهم است حرف نکته
 با پید گرفت تا ایں نکته سوم بر شین این نکته عز از میل است این را
 حذر پاید کرد که با نکته صاد ضد پاید نمود از شیئن شیطان تا در
 ظلطان هر شود مقام عین واصل غین عین است و اگر نکته نه بود میں
 کور است تا بردو غین صورت محبوب عین چنانچه نکته سیاهی
 با سه نکته گواهی و ایں نکته سیاهی و دو نکته ظلماتی و یک نوزانی
 اما دولی در ظلمات و یگانگی در نور تا وطن سر باطن یک
 داین نکته ف فدا پاید کرد که الفنا فی اللہ تادر قبولیت قاف
 در آمد عشق نماید چونکه در قبولیت قاف آس شین در عین و
 در قاف در آمد عشق شد پس دولی در ظلمات و هم گذشت
 در مقام نور نون نکته واحد نمود لا الہ الا هو بعدة باقی می نمود ہر دو نکته

ل که همه زینت قاتا حروف نکته باشد سی عذر ایل است ایں راجز باید کرد
 (دو نکته ظلمات هی از برجا یه آں)

ثابت آں نکته کے ذات ابتداء اٹھا رشد برائے نکته
 دو م قرار و ادفنی است برسیں سر دنکته ثابت۔ اس تہداں
 محمد احمد و رسول درین سر دنکته نکته دلان گذاشت برفت
 آں وقت کہ وجی جبریل کہ فی مع اشہد وقت لا بیعی فیہ ملائے
 مقرب بولانی هر سل این جانہ ذکرا است و نہ فکرا است و نہ من تو
 کہ در گفت زیال نیا بدی و اگر چیزے دانستم آرم تا در شرک بجانب
 د عشق نداهم که من و تو قی و گر در فکری کنم از من دور نماید آن
 فکری مرا حجابت است و گر بے فکر مانیم سهوں است سهوں است
 الہی۔ اگر عشق دی از من مرا خبر نیست و گردانی می دی
 تا من بندہ تو دل نم و اگر ایں دانی سر اشک رسدا تا
 ایں دانی از من بودار و نہ من این دل نم و نہ من
 آں ہر چی تو خواہی مکن۔ یا الہی۔ یا الہی۔ یا الہی۔ تمام
 شیطان غلام شد۔ کار من نظام شد۔

د۔ بیانم ۲ ص ۳ ۔ صبر

ص ۱ قرارداد داده است ص ۲ دور دندارد) چند انکہ مرا محباب ص ۳ اویں

فرہنگ

كلمۃ الحقائق

آجست - غالب، قلع	آپسیں آپ
آچھتا - ہوتا	آپ ہی آپ
آچھے - ہو	آرنس - آئینہ
آچھنگا - ہو گا	آسی - آئے گا
اشکلاۃ - شکلیں	آکار - روپ - بہت نیہوشکل
اگوچر - جو نظر نہ آئے - غیر محسوس	آکاس - آسمان
الادا	آگاہ پنا - داتفاق
الاصدا	آنگن، انگن - صحن
الادھا	آہوارا - آلاندالا
البیض - کم	ایاؤ - حکمت، علاج، تدبیر، آفرینش
امریت	اپنیا - ظاہر ہونا - پیدا ہونا
انہرت	اپرم پار - لا محمد ود - بے کنار
انپڑانا - پہنچانا - سمجھانا	اپرڈپ - نایاب
انپڑدینا - پہنچادینا	اتال - اب
انپڑنا - پہنچنا - سمجھنا	اپتیت - آفرینش، آغاز، پیدائش

آ - آرس - آئینہ
آسی - آئے گا
آکار - روپ - بہت نیہوشکل
آکاس - آسمان
آگاہ پنا - داتفاق
آنگن، انگن - صحن
آہوارا - آلاندالا
ایاؤ - حکمت، علاج، تدبیر، آفرینش
اپنیا - ظاہر ہونا - پیدا ہونا
اپرم پار - لا محمد ود - بے کنار
اپرڈپ - نایاب
اتال - اب
اپتیت - آفرینش، آغاز، پیدائش

برقا - بر قعہ
 بستارہ دست - فرانخی
 بسرا - بھول
 بسرا - بھولنا
 بکار - بگڑا ہوا - پدنما - برائی
 پنب - غمکس
 بند کے بوند، قطرہ
 بندھ بندھنے والا
 بوجھے - سمجھنے والا
 بجا کر - پڑکر - ہو کر
 بجانڈا - برتن
 بھاؤ - نیت - خیال
 بھاؤتا - پیارا - محبوب
 بحددار - ذخیرہ
 بھنور - بھنورا
 بھوتاکار - نوشتہ تقدیر - عناصر کی شکلیں
 بھوڑنا - واپس ہونا - پلٹنا
 بھیتر - مین
 بیٹنا - بیٹھنا
 بیس - بیٹھے

انپڑھنہارا - سمجھنے والا
 انت - حد
 اخن - سرمہ حسبکو عموماً جو گی لگا کر ہر خفیہ
 چیز دیکھتے ہیں -
 اندھلا - اندھا
 انکھیاں - آنکھیں
 او - وہ
 اور طرف
 او طیا اٹھا
 او بیج پہلے ہی
 اے - یہ
 ایتال اب
 ایندریں - حواس خمسہ ظاہر و باطن
 گیان اندریہ کرم اندری
ب
 بارا - ہوا
 بارد کے بعد از
 ہاڈز اس کے بعد
 بدھارا - عقلمند
 برتنا - کام میں لانا - استعمال کرنا
 بر تھنہارا - کام میں لانے والا

ٹ	ٹٹنا	ٹوٹنا	ٹوٹنا
کھار -	جگہ -	مقام	
کھانوں -	جگہ -	مقام	
ج			
جاسی -	جائے گا -		
جاسی نہ -	نہ جائے گا -		
جاگی -	جگہ -		
جالنا -	جلانا		
جان پنا -	جان رکھنا -	دقیقت	
جتنا -			
جدھاں -	جدھر		
جنایا -	علم میں لا یا		
جنایا -	پیدا کیا		
جو تی دوشنی -	چمک		
جو لک -	جب تک		
جوں کی -	جیسا کے		
جوں کی -	چونکہ		
جیو پنا -	جان رکھنا		

بیس	- شہر کا دروازہ	پ	
پکھان -	پہچان -	شناخت	
پدر -	حجاب -	پردہ -	اوٹ
پرستت -		محبت	
پرستو -		پر تو	
پرچنا -		جانچنا	
پرچیت -		جانچ امتحان	
پوچنا -		پوچھنا	
پیرنا -		بونا	
پینا -		داخل ہونا	
پیلاڑ -		اُدھر -	پرے -
پرست -		فرا	
پسترا		تیسرا	
پنا		درخت	
پوں		تو	
خفظ		سے	تے
کھوا :-	ظاہر (سمحوں)		
خیجنا -	ڈھرنا -		
پیوں -		اسی طرح	

ج

چکان ہارا - دینے والا

چھپا یا - سایہ

چوپ غائب، خدا میں غرق رہنا (بیٹھنے)

چیننا - روح سمجھ۔ دل انی

چین ناکھڑو ج یا سمجھ رکھنے والا۔

چین ہارا - ہوشیار

چیشنا - کوشش

خ

نیز - خارج - علیحدہ

د

درشت - نظر

درد فی - دل

دستا - نظر آتا

دوپنا - دوئی

دوجا - دوسرا

دوسرہ پنا - دوئی

دھوپ کالا - موسم گرما

دیدبان - دیکھنے والا

دیوا - چراغ

ڈ

ڈولنا - ہلنا

رسن مستقر ہونا۔ ڈوب جاتا

رڈپ - شکل

رہ سی - رہنے کا

رہن - مقام

رہیا - رہم

س

سار - تنکا - لوم

سار - سوار

سار - مانند

سانت - نصون

سانتی - صوفی

ساندھیاں - اعضا کے جوڑ

ساندھنا - لڑانا - گرانا

ساڈ - چور، ایکے

سترنگ، عظمت، بڑائی

شتر - آزادی بد سے الگ

سردپ - خوبصورت شکل

سلکیاں - تھام

قویس - خبیث - بدروج
ک
 کاڑتا - نکانا - برآمدگرنا
 کتھن - کہنا
 کچ - کچھ
 کرتا - کرنے والا - خدا
 کر روپ - بدوضع - بدشکل
 کر ہمار - کرنے والا
 کوشش - کوشش
 لکر - کہہ کر - سمجھ کر
 کمل - کنوں
 کمیں - کمی
 کلنٹ - گلہ - حلقة
 کوا - کنوں
 کوم - کوپل
 کھرا - صحیح
 کی - کیوں - کر
 کیاں - کی (جمع)
 کیا - کہا
 کیتا - کرتا
 کیرا - کا

سماو - سماں
سحد - سمندر
سمجننا - سمجھنا
سننا - سونا
سپرٹنا - پہنچنا
سنپور - بھرپور
سنپوران - پوری طور پر مکمل
سنکارا - اشارہ
سنگات - سانکھ
سنگھات - سانکھ
سنیاکار - سونے کی مانند
سورج - سورج
سون - سے
سرج - آسان
سنج - فطرت - خدا (تفوق)
سیر - سر
سیوک - خادم
سیوں - گاؤں کی حد
ص
 صحیح - صحیح ہے - بجا ہے
ق
 قلم - شاخ - ڈالی

مینچ -	میں ہی
نزاکار -	بے صورت
نزاکار	جس کی کوئی
نزنکار	شکل و شبہت
نحوے -	ہنسی ہے۔
پیر -	پانی
نیکوونہ -	نمودنہ
و	
و - - وہ	
واوں -	اس طرح
وتے -	اتنے
وھانچ -	وہیں
۵	
پلد -	پلڈی
ہنگام -	ہو کم
ہوسی -	ہو گا
می	
یکچ -	ایک ہی
کیس میں ایک -	ایک میں ایک
یونچ -	یوں ہی۔ اسی طرح

کریں -	کے کریں
گ	گاؤں
گاؤں -	گاؤں ہی
گن -	خاصیت
ل	
لگ -	لگ
لوڑنا -	چاہنا
لیے -	لے
م	
مرکٹ -	بندر
منچ -	چجھے
منچ کوں	چجھے
منچے	چجھے
منچھا ر -	چجھے میں میں
مند ہونا -	سست ہونا
منی -	میں پن۔ اثابیت
منوں -	منہ
منہیت -	ماہیت
منیت -	مطلوب

مُرتب کی دوسری تصنیف

۱- مشاہیر قندھارہ دکن۔

۲- پرمیم چند اور ان کی افسانہ نگاری۔

۳- فہرست مطبوعات کتب خانہ ادارہ ادبیاً اردو

جلد اول ۳=۰۰

۴- دوم ۳=۰۰ " " -۴

۵- سوم " " -۵

۶- چند ربدن و مہیار (مقبیلی) ۲=۵۰

۷- سیف الملوك بدیع اجمال (غواصی) ہندی سہم خطیں -۰ = ۵

۸- کلام بنیظیر (حضرت بنیظیر شاہ دارالثی کا کلام) ۶=۰۰

۹- دیوان عشق (مرزا جمال شہ عشق اونگ آبادی) ۱=۵۰

۱۰- یادگارِ احمد ۱=۵۰

۱۱- تاج اتحادیق زیر طبع

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

- ۱ - فرخنده بنیاد حیدر آباد ڈاکٹر زور ۵۰ = ۲
- ۲ - داستانِ ادب حیدر آباد " ۵۰ = ۲
- ۳ - تذکرہ اردو مخطوطات (پاچ جلد و میں) " فی جلد .. = ۷
- ۴ - تاریخ ادب اردو " ۰ = ۲
- ۵ - میر محمد مومن " .. = ۳
- ۶ - بہمنی سلطنت پروفیسر محیر صدقی ۵۰ = ۲
- ۷ - دیوانِ داؤد اوزنگ بادی ڈاکٹر خالد بیگم ۵۰ = ۱
- ۸ - دیوانِ عشق اوزنگ آبادی محمد اکبر الدین صدقی ۵۰ = ۱
- ۹ - کلیات غواصی محمد بن عمر مرحوم .. = ۳
- ۱۰ - دکھنی ہندو اور اردو نصیر الدین ہاشمی ۵۰ = ۳
- ۱۱ - مقام غالب سید مبارز الدین فتح .. = ۲
- ۱۲ - محمد حسین آزاد جمال بائز نقوی ۵۰ = ۳
- ۱۳ - میال دادخاں سیاح ڈاکٹر ظہیر الدین ٹھنی .. = ۲
- ۱۴ - تاریخ ادب عربی ڈاکٹر سید ابو الفضل .. = ۳

ادارہ ادبیات اردو - دیوانِ اردو ٹیکسٹ آباد